پولیو ویکسین

کیا بانجھ پن اور دیگر خطرناک بیماریوں کا سبب ہے؟

قاضی کاشف نیاز

الدعوۃ کی خصوصی تہلکہ خیز تحقیقی رپورٹ

- 2005 تک دنیا سے **پولیو** کے خاتمے کا ہدف کیوں مکمل نہ ہو سکا؟
- امریکہ اور کئی دوسرے ترقی یافتہ ملکوں میں **پولیو ویکسین** (سالک) پر پابندی کیوں؟
- **پولیو ویکسین** کے ذریعے چھپنے والے **ویکسین** کے مضر صحت اجزاء کا انکشاف کس نے کیا؟
- کینیڈا کے فارماسیوٹیکل سائنس کے سربراہ نے پولیو ویکسین کو بانجھ پن کا سبب ثابت کیا۔ عالمی اداروں نے کیوں تسلیم کیا؟
- افغانستان میں **پولیو ویکسین** غیر ٹیسٹ شدہ کیوں دی جا رہی ہے؟
- **پولیو ویکسین** اور دیگر ویکسینوں کے کیا مضر اثرات مرتب ہوتے ہیں؟
- کیا غریب اور ترقی پذیر مسلم ممالک کو جان بوجھ کر زہریلی ویکسینیں دی جا رہی ہیں؟
- صرف پولیو اور **خاندانی منصوبہ بندی** وغیرہ کی مد میں غریب و ترقی پذیر مسلم ممالک کو اربوں کی **مفت امداد** کیوں؟

ایک حقیقت کشا اقتباس — ایک جائزہ ایک مطالعہ

پولیو ویکسین کے بارے میں ایک عرصہ سے بعض حلقے شکوک و شبہات اٹھاتے رہے ہیں لیکن ہم نے آج تک اس پر اس لئے قلم نہیں اٹھایا کہ ٹھوس دلائل کے بغیر ہم شکوک و شبہات اور محض مغرب کی مسلم دشمنی کی بنیاد پر کوئی بات کرنا مناسب نہیں سمجھتے تھے۔

اس لئے کہ عدل کے ساتھ بات کرنا ہمارے دین کا بنیادی اصول ہے چاہے معاملہ غیر مسلموں کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا
"کسی قوم کی دشمنی تمہیں بے انصافی پر مجبور نہ کرے۔"
(المائدہ۔۸)

پولیو ویکسین کے حوالے سے اب بھی ہماری درج ذیل معروضات محض کسی مذہبی پروپیگنڈے یا امریکہ مخالف مہم کا حصہ نہیں بلکہ انتہائی ٹھوس اور میڈیکل و سائنسی حقائق و شواہد پر مبنی وہ تحقیقی رپورٹس ہیں جو ہم نہ صرف قارئین بلکہ اس شعبہ کے ماہرین کے مطالعہ کے لئے ان کے سامنے رکھنا چاہتے ہیں اور پھر فیصلہ انہی پر چھوڑتے ہیں کہ وہ ان حقائق کی روشنی میں خود فیصلہ کریں کہ آیا پولیو کے قطرے ہمارے بچوں کے لئے مفید ہیں یا ہماری نسل کو کے لئے زہر قاتل ہیں — کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم اپنی نسل کو اپنے ہی ہاتھوں بانجھ بنا رہے ہوں — ہماری معروضات حتمی نہیں اگر اس شعبے کے ماہرین پولیو ویکسین کے حق میں زیادہ بہتر تحقیق اور دلائل رکھتے ہوں تو نہ صرف ہم بلکہ پوری قوم ان کی تحقیق کو خوش آمدید کہے گی اور اسے قبول بھی کرے گی لیکن انہیں چاہیے کہ وہ اپنی تحقیق منظر عام پر لائیں۔

مسئلہ یہ ہے کہ ہماری قوم کا مجموعی مزاج عدم تحقیق کا ہے۔ اگر ہم کسی مسئلے کے حق میں بولتے ہیں تب بھی ہم اس مسئلے کے بارے میں ہر پہلو سے پوری تحقیق کا اہتمام نہیں کرتے اور مخالفت میں بولتے ہیں تو تب بھی تحقیق کا کوئی خاص اہتمام نہیں کیا جاتا۔ یہ رویہ نہ صرف ہمارے دینی و سیاسی رہنماؤں میں پایا جاتا ہے بلکہ افسوسناک طور پر میڈیکل اور دیگر سائنسی شعبوں میں بھی ہمارا مجموعی مزاج یہی ہے — مغرب سے درآمدہ کسی چیز کے بارے میں ہمارا تصور ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ کبھی غلط یا مضر نہیں ہو سکتی۔ ہم آنکھیں بند کر کے ان کی چیزوں پر اعتبار کرتے ہیں۔ مشکوک ہم صرف اپنے ملک کی بنی ہوئی چیزوں کو ہی سمجھتے ہیں۔ ہمارے اطمینان کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہوتا ہے کہ فلاں شے امریکہ یا کسی مغربی ملک کی بنی ہوئی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہم مغرب سے آزاد ہونے کے باوجود ابھی تک غلام ہیں۔ جسمانی طور پر ضرور آزاد ہوئے ہیں لیکن ذہنی طور پر اب بھی اتنے ہی غلام ہیں جتنے کہ پہلے دن تھے بلکہ شاید پہلے سے بھی زیادہ ہیں۔ پولیو کے قطرے — ایک مثال ہیں۔

1988ء میں امریکی لونڈی اقوام متحدہ کے بچوں کے ادارے یونیسف اور WHO کی ہدایت پر ہماری تمام نسل کو پولیو کے قطرے پلانے شروع کیے گئے اور اس کے صلے میں خوشخبری دی گئی کہ جلد ہی پوری قوم پولیو کے مرض سے ہمیشہ کے لئے نجات پا جائے گی اور نئی پود میں سے کوئی لنگڑا یا معذور پیدا نہیں ہوگا۔ اب چاہیے تو یہ تھا کہ حکومتی سطح پر پہلے اس بات کی تحقیق کی جاتی کہ آیا یہ قطرے ہمارے بچوں کے لئے واقعی مفید بھی ہیں یا نہیں لیکن امریکہ و مغرب سے مرعوب ہمارے ذہنی غلام حکمرانوں کو ایسی باتوں کی فرصت کہاں۔ امریکہ و مغرب کے متعلق تو ان کا عقیدہ اس سے زیادہ ایمان ہے کہ وہ کبھی ہیر پھیر کر ہی نہیں سکتے۔ وہ بددیانت ہوں اس کے متعلق بھی

پولیو مہم کے حق میں تیار کیا گیا فتویٰ اور اعلان جو ہر جگہ ائمہ مساجد کے ذریعے کیا جاتا ہے

سوچنا بھی ان کے نزدیک گستاخی ہے۔ افسوس اور حد تو یہ ہے کہ کسی سطح پر بھی کسی میڈیکل ماہر یا سائنسدان نے ان قطروں پر لیبارٹری ریسرچ کرنے کی زحمت کی نہ اس کی ضرورت سمجھی۔ خاص طور پر ایسے حالات میں جبکہ بعض طبقے ان قطروں کے متعلق مسلسل شکوک وشبہات کا اظہار کر رہے تھے کئی جگہ ان کے خلاف فتوے بھی دیئے گئے تھے کہ یہ قطرے خفیہ طور پر خاندانی منصوبہ بندی مہم کا حصہ ہیں اس لئے ان کا استعمال شرعاً جائز نہیں اس فضا میں ان قطروں کی تحقیق اور زیادہ ضروری تھی لیکن پھر بھی اس کی ضرورت نہ سمجھی گئی۔ مانا کہ بعض معاملات میں ہمارے مذہبی رہنماؤں کی عادت ہے کہ وہ ہر نئی چیز کی بلا تحقیق فوراً مخالفت کر دیتے ہیں اور اسے حرام و ناجائز قرار دے دیتے ہیں لیکن اگر مذہبی رہنما ایسے فتوے دے رہے تھے تو پھر ہمارے طبی محققین اور سائنسدان ہی اپنا فرض ادا کرتے اور میدان میں آ جاتے۔ وہ اپنی تحقیق سے اگر ثابت کر دیتے کہ ان قطروں میں کوئی مضر صحت یا مانع تولید چیز شامل نہیں تو پولیو کے قطروں کے خلاف مہم اور پروپیگنڈے کا فوری توڑ ہو جاتا۔ حکومت کا سب سے زیادہ فرض تھا کہ وہ اس تحقیق کا اہتمام کرتی لیکن اس کیمپ کی طرف سے بھی کوئی ٹھوس اور سنجیدہ کوشش سامنے نہ آ سکی جس سے پولیو کے قطروں کے مخالفین کے دلائل کو مزید تقویت ملی۔

اس میدان میں حکومتی اور عوامی سطح پر قومی فرض کی ادائیگی کا حق اہل نائیجیریا نے ادا کیا۔ اکتوبر 2003ء میں شمالی نائیجیریا کی تین ریاستوں کانو، کدونا اور زمفرے نے پولیو ویکسین پر یہ کہہ کر پابندی لگا دی کہ جب تک پولیو کے قطروں کا محفوظ ہونا ثابت نہیں ہو جاتا پولیو کی مہم معطل رہے گی۔ یاد رہے کہ شمالی نائیجیریا میں مسلمانوں کی اکثریت ہے اور ان ریاستوں میں ابھی دنوں شرعی قوانین کا مکمل اجرا کیا گیا تھا۔ بعد ازاں نائیجیریا کی سپریم شرعی کونسل (SCSN) نے بھی اس فیصلے کی توثیق کر دی۔

امریکہ کے کاسہ لیس عالمی اداروں کو جب محسوس ہوا کہ ان کے سارے کیے کرائے پر پانی پھرنے لگا ہے تو پھر انہوں نے یہ کہہ کر اہل نائیجیریا کو ڈرایا کہ پولیو کے قطروں پر پابندی لگانے میں زیادہ تاخیر ہوئی تو یہ وائرس پورے نائیجیریا اور ہمسایہ ریاستوں میں پھیل جائے گا۔ WHO نے رپورٹ دی کہ دنیا بھر میں پولیو کے 677 نئے کیسوں میں سے 40 فیصد کا تعلق نائیجیریا سے ہے اور اگر یہ صورتحال جاری رہی تو 2005ء میں پولیو کے خاتمے کا ہدف حاصل نہیں ہو سکے گا۔ غرض 2005ء میں پولیو کے خاتمے کا ہدف حاصل نہ ہو سکا تو نائیجیریا کو اس کا ذمہ دار قرار دیتے ہوئے عالمی اداروں نے اسے بطور بہانہ استعمال کیا۔ حالانکہ پاکستان اور ایسے کئی دوسرے ملکوں میں بھی پولیو موجود تھا جہاں ان قطروں کی کوئی خاص مخالفت نہیں ہوئی تھی۔۔۔ چنانچہ اس صورتحال پر WHO نے جنوری 2004ء میں ان ممالک کے وزرائے صحت کا اجلاس جنیوا میں طلب کیا جہاں پولیو کا مرض وبائی سطح پر موجود ہے تا کہ 2005ء کے آخر تک پولیو کا پوری دنیا سے خاتمہ کیا جا سکے۔ اس اجلاس میں نائیجیریا، بھارت، پاکستان، افغانستان اور مصر کے وزرائے صحت شامل تھے۔ اس فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بھارت کے سوا باقی سب مسلم ممالک ہی شامل تھے اور یہی اصل ہدف ہیں۔ بھارت اگر شامل ہے تو وہ بھی صرف اس لئے کہ یہاں بھی مسلمانوں کی بڑی تعداد بستی ہے جو کسی بھی مسلم ملک سے زیادہ ہے۔ اور کچھ نہیں تو بھارت کم از کم تیسری دنیا کا ملک تو ضرور ہے۔ مغربی اداروں کا اصل نشانہ تیسری دنیا کے لوگ عمومی طور پر اور مسلمان خصوصی طور پر ہیں۔ علاوہ ازیں بھارت میں پولیو کی صورتحال کا جائزہ لیں تو معلوم ہو گا کہ یہاں بھی اصل ہدف مسلمان ہی ہیں۔ وہاں مسلمانوں کی آبادی 20 فیصد اور غیر مسلموں ہندوؤں سکھوں وغیرہ کی آبادی 80 فیصد ہے لیکن جب بھارت کے سرکاری اور عالمی اداروں کے اعداد و شمار پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہو گا کہ پولیو کے متاثرین میں 67 فیصد تعداد مسلمانوں کی اور صرف 33 فیصد ہندوؤں کی ہے۔ گزشتہ سال بھارتی وزارت صحت نے بی بی سی کو بتایا کہ حکام کی اطلاع کے مطابق مسلمانوں کی

بہت بڑی تعداد پولیو سے متاثر ہوئے۔ حکام کے مطابق مسلمانوں میں اس پروپیگنڈے کی وجہ سے کہ یہ قطرے مسلمانوں کی آبادی کم کرنے کی سازش ہے اتر پردیش اور مہاراشٹر میں مسلمان یہ قطرے لینے سے گریز کر رہے ہیں۔ حکام کا کہنا ہے کہ اب وزارت صحت نے ائمہ مساجد کے ذریعے تمام مسلمانوں تک پہنچنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بھارت میں گزشتہ سال 2006ء میں 297 کیس موجود تھے جو دنیا کے 1228 کیسوں میں ایک بہت بڑی تعداد ہے۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ WHO کی ویکسینوں کو میکسیکو، نکاراگوا اور فلپائن میں بھی مشکوک قرار دیا جا چکا ہے۔ انگریزی روزنامہ ڈان (5 جون 2007ء) کی مضمون نگار علیمن قیصر کے مطابق ایسی بے شمار کتابیں، رپورٹس اور ویب سائٹس موجود ہیں جن کے مطابق ان ویکسینوں کے ذریعے دانستہ یا نادانستہ طور پر کینسر، ایڈز اور دوسری بیماریوں کے وائرس پھیلائے جا رہے ہیں۔

بہر حال جنیوا میں WHO کے زیر اہتمام متذکرہ ممالک کے وزرائے صحت کے اجلاس کے بعد جب نائیجیریا کے وزیر صحت واپس ملک پہنچے تو انہوں نے پابندی لگانے والی ریاستوں کے حکام سے مشورے کے بعد فیصلہ کیا کہ میڈیکل ماہرین کا ایک وفد ان قطروں کی تحقیق کے لئے بیرون ملک بھیجا جائے۔ چنانچہ اسلامی پارٹیوں کے اتحاد جماعت نصر الاسلام (JNI) اور حکومت کے طبی ماہرین کا ایک وفد بھارت پہنچا۔ بھارت کا انتخاب اس لئے بھی کیا گیا کہ وہاں پولیو کے قطروں کی تحقیق کے لئے WHO کی منظور شدہ جدید ترین مشینیں موجود تھیں تاکہ ٹیسٹ کے نتائج پر بعد میں عالمی ادارہ اعتراض نہ کر سکے۔ اس وفد کی قیادت ڈاکٹر ہارونا کائلا (Haroona Kaila) نے کی جو نائیجیریا کی احمدو بیلو یونیورسٹی زاریا کے ادویات کی سائنس کے شعبہ (Faculty of Pharmaceutical Sciences) کے سربراہ (Dean) ہیں۔ انہوں نے بھارتی ڈاکٹروں اور سائنسدانوں کی موجودگی میں ثابت کیا کہ پولیو کے قطروں میں Eostrogen نامی مادہ موجود ہے جو عورتوں میں مانع حمل ہوتا ہے لیکن عالمی اداروں نے ان کے نتائج تسلیم کرنے سے پھر بھی انکار کر دیا اور اب بہانہ بنایا گیا کہ ڈاکٹر ہارونا کائلا نائیجیریا سے پولیو کی جو ویکسین لے گئے تھے اس سٹاک کی میعاد گزر چکی تھی۔ اس پر ڈاکٹر ہارونا کائلا نے بجا طور پر یہ سوال اٹھایا

> **نائیجیریا کے فارماسیٹیکل سائنسز کے سربراہ نے پولیو ویکسین WHO کی منظور شدہ مشینوں کے ذریعے چیک کی اور ثابت کیا کہ اس میں مانع حمل مواد ایسٹروجن موجود ہے۔ عالمی اداروں نے متعلقہ ویکسین کی میعاد گزرنے کا بہانہ بنا کر اس تحقیق کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا حالانکہ وہی پرانی دوائی چار سال سے مسلسل استعمال میں تھی۔ عالمی اداروں کو اس کی میعاد کا پہلے کبھی خیال نہ آیا**

> **پولیو ویکسی نیشن کے خلاف پشاور ہائی کورٹ میں رٹ دائر کی گئی۔ اس کے علاوہ پارلیمنٹ میں بھی تحقیق کے لئے آواز اٹھائی گئی لیکن صدا بصحرا ثابت ہوئی**

کہ اگر یہ میعاد گزر چکی تھی تو پھر کیا وجہ ہے کہ میعاد گزر جانے والے ایسے سٹاک کے قطرے نائیجیریا کے بچوں کو گزشتہ چار سال سے مسلسل پلائے جا رہے تھے اور اس دوران انہیں ایک بار بھی پتہ نہ چلا کہ ان قطروں کی میعاد گزر چکی ہے لیکن جونہی ہم نے ٹیسٹ کے نتائج کا اعلان کیا تو پھر انہیں میعاد یاد آ گئی۔ اس سے عالمی اداروں کی بدنیتی ثابت ہو جاتی ہے اور یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ امریکہ و مغرب کے زیر اثر اقوام متحدہ کے ان اداروں کا اصل ہدف تیسری دنیا کے عوام بالخصوص مسلمان ہیں تاکہ ان کی آبادی کو کم کیا جا سکے اور انہیں مختلف ویکسینوں کے بہانے دیگر بیماریوں کا شکار کیا جا سکے۔

اب چند ماہ قبل نائیجیریا صرف اس شرط پر پولیو ویکسین کے حق میں ہوا ہے کہ نائیجیریا میں دی جانے والی ویکسین انڈونیشیا کے سوا کہیں تیار نہیں کی جائے گی۔

پولیو کے قطروں میں دیگر مختلف بیماریوں کے جراثیموں کی ملاوٹ کی تصدیق دیگر تحقیقی رپورٹوں اور خبروں سے بھی ہوتی ہے۔ پولیو ویکسین کے مخالفین کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ پولیو کے قطروں کی ویکسین OPV (Oral Polio Vaccine) یعنی منہ سے پلائی جانے والی پولیو کی ویکسین پر خود امریکہ میں پابندی ہے تو پھر ہم پر یہ ویکسین کیوں مسلط کی جاتی ہے۔ امریکہ میں 2000ء میں OPV کا تمام سٹاک مارکیٹ سے ہٹا لیا گیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مختلف تحقیقات کے نتیجے میں یہ بات سامنے آئی کہ OPV میں دوائی کو محفوظ کرنے والا تھمروسل Thimerosal نامی ایسا مادہ موجود ہوتا ہے جو مرکری کے بنیادی جزو پر مشتمل ہوتا ہے جبکہ مرکری کے اثرات بڑے زہریلے ہوتے ہیں۔ 1999ء میں امریکی کانگریس میں اس پر تحقیقی رپورٹیں پیش ہوئیں۔ امریکہ میں ایسی لاتعداد مطالعاتی رپورٹیں سامنے آئیں جن میں ثابت کیا گیا کہ پولیو، خناق، ڈی پی ٹی اور ایم ایم آر کی ویکسینوں میں مرکری، فارمیلڈی ہائیڈ (Formaldehyde) (جو ایک معروف Carcinogen) باعث سرطان ہے) اور ایلومینیم ایسے زہریلے مادے موجود ہیں۔ اب یہ تھمروسل کتنا مضر ہے اس کے بارے میں انٹرنیٹ سے امریکہ کے متعدی امراض کی روک تھام اور بچاؤ کے ادارے CDC (Centre for diseases Control) کی تحقیق ملاحظہ کیجئے۔

"آزادانہ اور غیر جانبدارانہ تحقیق

پی ایم اے نے ہیپاٹائٹس ویکسین مضر صحت قرار دے دی

پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن نے انکشاف کیا ہے کہ وزیر اعظم کے خصوصی پروگرام برائے کنٹرول و تدارک ہیپاٹائٹس کے تحت خریدی گئی یووکس بی (Euvex-B) نامی ویکسین مضر صحت ہے۔ عالمی ادارہ صحت نے ویتنام میں اس کی وجہ سے اموات ہونے پر دنیا میں اس ویکسین پر پابندی عائد کر دی ہے۔ لہٰذا اس ویکسین کے پاکستان میں استعمال پر بھی پابندی عائد کی جائے۔ مارکیٹ اور پروگرام کے تحت فراہم کردہ تمام ویکسین کو 3 یوم کے اندر اٹھا لیا جائے بصورت دیگر مجرمانہ غفلت پر سپریم کورٹ میں اپیل دائر کریں گے۔ یہ انکشاف ایسوسی ایشن کے عہدیداران ڈاکٹر حبیب خان، ڈاکٹر ارشد رانا، ڈاکٹر ذکاء اللہ وڑائچ نے پریس کلب میلوڈی میں پریس کانفرنس کے دوران کیا۔ ڈاکٹر عمر صدر پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن کے عہدیداروں نے پاکستان میں درآمد شدہ ویکسینز کے معیار اور خصوصاً وزارت صحت کے پاس ان کی کوالٹی چیکنگ کے فقدان پر اپنے شدید خدشات کا اظہار کیا۔

Vaccine) لائی گئی جو اگرچہ OPV کے مقابلے میں کم مؤثر ہے لیکن اس میں تھمروسل (Thimerosal) کی کوئی آمیزش نہیں ہوتی اور یہ زیادہ مہنگی بھی ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں اب امریکہ میں ہیپاٹائٹس سمیت تمام ویکسینیں امریکی عوام کی رضامندی سے انہیں دی جاتی ہیں نہ کہ ہماری طرح انہیں عوام پر مسلط کر دیا جاتا ہے۔

عالمی اداروں کی ادویات کے بارے میں افریقی عوام آج بھی کئی تحفظات رکھتے ہیں۔ ان کے خیال میں OPV میں خنزیر کے اجزاء بھی شامل ہیں۔ نائیجیریا کی سابقہ گفتگو ریاست میں گردن توڑ بخار کے خلاف ویکسین دی گئی تو یہی بیماری چند ہی ہفتوں میں پہلے سے زیادہ پھیلی۔ اس لئے بھی وہ ان ادویات کو مشکوک سمجھتے ہیں۔

دل افریقہ کا ایک سوال یہ بھی ہے کہ جن دنوں تھمروسل پر مشتمل OPV امریکہ کے لئے غیر موزوں قرار دی گئی تھی ان دنوں یہی ویکسین یوگنڈا کی عوام پر کیوں آزمائی گئی؟

حیران کن بات یہ ہے کہ پولیو ویکسین کے بارے میں امریکہ کی طرح برطانیہ میں بھی یہی رد عمل اپنایا گیا۔ بی بی سی کے مطابق 2000ء میں برطانیہ میں بچوں کو رد عمل میں دی جانے والی پولیو ویکسین کی ایک برانڈ کو اس خطرے کے پیش نظر اٹھا لیا گیا کہ اس میں بیل کا بیوں (Bovine) کے بچے دانی کے جنین کی بیماری (BSE) Bovine spongioform (encephalopathy) والے اجزاء کی آمیزش تھی۔ برطانوی محکمہ صحت نے ڈاکٹروں کو ہدایت کی کہ وہ میڈیوا (Medeva) برانڈ کی پولیو ویکسین استعمال نہ کریں

پولیو ویکسین محفوظ ہے

وزارت صحت کے ڈائریکٹر جناب افضل شاہین کی الدعوۃ سے گفتگو

وزارت صحت میں تعینات ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز پنجاب کیپٹن (ر) ڈاکٹر جناب محمد افضل شاہین نے پولیو مہم کے حوالے سے ہمارے ساتھ خصوصی تعاون کیا۔ انہوں نے حکومت کے موقف، مسائل، لٹریچر اور اس سلسلے میں تمام متعلقہ اعداد و شمار سے ہمیں آگاہ کیا۔ انہوں نے بھی پولیو ویکسین کو ہر لحاظ سے محفوظ قرار دیا۔

انہوں نے کہا کہ اس کے حق میں عالم اسلام کے جید علماء کے فتاوے موجود ہیں۔ جب ان سے نائیجیریا کی طرح پاکستان میں پولیو ویکسین کے ٹیسٹ کی ضرورت پر بات ہوئی تو ان کا کہنا تھا کہ نائیجیریا کے ڈاکٹروں نے کئی سال قبل جس ویکسین کا بھارت جا کر ٹیسٹ کیا تھا وہ بھی ابتدائی قسم کی ویکسین تھی۔ اب موجودہ ویکسینیں ہر لحاظ سے محفوظ (Safe) ہیں۔

OPV کے ٹیسٹ کی ضرورت نہیں۔ نتائج ہی اصل ٹیسٹ ہیں۔

جان بچانے کے لئے خنزیر کا جواز بھی موجود ہے۔

پاکستان میں WHO کے نمائندے سے ملاقات

وزارت صحت پنجاب کی عمارت میں ہی اقوام متحدہ کے عالمی ادارہ صحت WHO (World Health organization) کا دفتر بھی قائم ہے۔ کیا انہیں ہمارے محکمۂ صحت کے دفتر میں نگرانی کے لئے بٹھایا گیا ہے یا کوئی اور مقصد ہے؟ اس سے قطع نظر ہم ان کے دفتر میں پہنچے تو وہاں WHO کے میڈیکل آفیسر ڈاکٹر احمد درویش سے ملاقات ہوئی۔ ان کا تعلق مصر سے ہے اور یہ اعلیٰ تعلیم یافتہ پی ایچ ڈی ڈاکٹر ہیں۔ ان کے ساتھ ایک یورپین خاتون معاون بھی موجود تھی۔ ان سے گفتگو ہوئی تو انہوں نے بھی WHO کے لٹریچر اور اعداد و شمار سے ثابت کیا کہ پاکستان میں پولیو ویکسین ہر لحاظ سے محفوظ ہے۔ انہوں نے اپنی گفتگو میں قرآن و حدیث کے بھی کئی حوالے دیئے اور کہا کہ مسلمانوں کو اپنی صحت سے غافل نہیں رہنا چاہئے۔ حدیث کے مطابق صحت مند اور طاقتور مومن کمزور مومن کی نسبت اللہ کے ہاں زیادہ پسندیدہ ہوتا ہے۔ انہوں نے یہاں تک کہا کہ جہاد بھی طاقتور مومن ہی کر سکتا ہے۔ اپاہج مسلمان اسلام کو مطلوب نہیں ہیں۔

انہوں نے کہا کہ صحت کے عالمی منصوبے امریکہ یا کسی ایک ملک کے بنائے ہوئے نہیں ہوتے۔ اس میں دنیا کے تمام ممالک شامل ہوتے ہیں۔ اس لئے ان میں شک و شبہ والی کوئی بات نہیں ہوتی۔ ان سے جب ہم نے پوچھا کہ پاکستان میں پولیو ویکسین ٹیسٹ کیے بغیر کیوں دی جا رہی ہے جبکہ اس ٹیسٹ کی سہولت کا اہتمام یہاں کیوں نہیں کیا جا رہا تو ان کا کہنا تھا کہ ہمارا سب سے بڑا ٹیسٹ اس ویکسین کے نتائج ہیں۔ پاکستان میں پہلے پولیو کے ہزاروں کیس تھے۔ اب پورے ملک میں صرف 9 کیس رہ گئے ہیں۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ پولیو ویکسین اپنے نتائج دے رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پولیو ویکسین کے بارے میں بانجھ پن کے اجزاء کے علاوہ سور کے اجزاء کی آمیزش کا بھی پروپیگنڈہ کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نہیں کہتا کہ اس میں سور کے اجزاء شامل ہیں لیکن اسلام کا مطالعہ کیا جائے تو اس میں یہاں تک موجود ہے کہ جان بچانے کے لئے خنزیر بھی کھایا جا سکتا ہے۔ بعد ازاں ہم نے ان کی طرف سے دیئے گئے WHO کے لٹریچر کا مطالعہ کیا تو اس میں پولیو ویکسین ٹیسٹ کی عدم ضرورت کا سب سے بڑا جواز یوں لکھا ہوا تھا۔

There is no reason to Justify testing a licensed, Prequalified Vaccine Simply as there are no Validated type of adverse event following OPV administration

"ایک پہلے سے منظور شدہ اور لائسنس شدہ ویکسین کا ٹیسٹ کرنے کا ہرگز کوئی جواز نہیں۔ اس لئے کہ OPV کی مہم میں کسی قسم کا کوئی منفی نتیجہ سامنے نہیں آیا۔"

WHO کے اس لٹریچر میں آگے چل کر یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ OPV کی تیاری کے کسی مرحلے میں بانجھ پن کا باعث بننے والا مادہ ایسٹروجن وغیرہ شامل نہیں ہوتا۔ دوسری طرف نائیجیریا کے ٹیسٹ کے حوالے سے اسی لٹریچر میں تسلیم کیا گیا کہ اس میں ایسے مادوں کی موجودگی ظاہر ہوئی تھی لیکن یہ بہت معمولی سطح پر تھی جس کی وجہ ویکسین کی تیاری کے دوران سٹینڈرڈ کیپاؤنڈز اور ٹیسٹنگ میٹریل کے درمیان ہونے والے ری ایکشنز ہیں البتہ ایسے ری ایکشنز بھی کبھار ہوتے ہیں۔ WHO کے دیئے گئے لٹریچر میں نائیجیریا میں پولیو ویکسین کے حامی پروفیسر ہری حق شیو کا انٹرویو بھی شامل ہے جس میں وہ بھی اعتراف کرتے ہیں کہ پولیو ویکسین میں اگرچہ ایسٹروجن نامی مادہ شامل ہے لیکن یہ بہت معمولی مقدار میں ہے۔ حمل روکنے کے لئے ایک عورت 21 دن تک جتنی مقدار میں ایسٹروجن لیتی ہے، ویکسین میں اس کا 10 لاکھواں حصہ ہوتا ہے۔ غرض ایک طرف تو WHO کا دعویٰ ہے کہ ویکسین میں ایسٹروجن سرے سے کسی مرحلے پر شامل نہیں ہوتا۔ دوسری طرف اعترافات بھی موجود ہیں کہ ہاں ہوتا ہے لیکن بہت تھوڑا۔

علاوہ ازیں برطانیہ اگر BSE یعنی پاگل گائیوں کے جنین کا 10 کروڑواں حصہ شامل ہونے کے احتیاط پر ویکسین پر پابندی لگا رہا ہے تو ایسٹروجن کے 10 لاکھویں حصے پر مشتمل ویکسین کی مسلم ممالک میں اجازت کیوں دی جائے۔ WHO والے ان اشتباہات کا کیسے ازالہ کریں گے؟

پولیو ویکسین کے بارے میں افریقی عوام کا اظہار خیال

بی بی سی کی رپورٹ

نائیجیریا/امریکہ "ایم اے وائی"

میرا تعلق "کانو" نائیجیریا ست سے ہے اور میں جانتا ہوں کہ ہمارے لوگ ان حالات میں کس قدر پریشان ہیں۔ پچھلی مرتبہ جب ایک "بین الاقوامی تجارتی کمپنی" "کانو" کے عوام کی مدد کے لئے پہنچی تو اس کی "مدد" سے سینکڑوں لوگ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ چونکہ یہ ان کی دوا کا آزمائشی دور تھا۔ لوگ ضرور سوال پوچھیں گے۔ اب کی بار کیسی تبدیلی ہوگی۔

پولیو ویکسین کے موجد کے بیٹے نے اسے معتر صحت تسلیم کیا:

امریکہ میں ایتھوپین (Banchi Dessalegn) بانچی دیسلن:

اتنی عجلت میں اسلامی علماء اور نائیجیرین حکومت کو مورد الزام ٹھہرانا مناسب نہ ہوگا۔ اخلاقی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ ان کا یہ قانونی اور اخلاقی حق ہے کہ اگر انسان یا ادویات کے بارے میں جن کی افادیت کے بارے میں ان کے تحفظات کا قابل یقین جواب نہیں دیا گیا انہیں عوام کی رسائی سے دور رکھیں۔ جہاں تک "پولیو" کے ٹیکے کا تعلق ہے اس متنازعہ دوا کے بارے میں نہ تو حکومت نے اور نہ ہی "WHO" نے عوام کو اعتماد میں لیا ہے۔ مزید برآں BBC نے خود "پولیو" کی اس دوا کے موجد کے بیٹے کا انٹرویو نشر کیا جس میں اس نے اقرار کیا کہ اس دوا کے نتائج سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں یعنی اس کے نتائج ہماری توقعات کے برخلاف نکلے۔ اور پھر WHO کے بارے میں "Lancet" کی وہ رپورٹ جس میں کہ WHO کے کردار کا ذکر ہے جس میں کہ اس نے محض ملیریا کی دوائی سے معمولی رقم بچانے کی خاطر چند افریقی باشندوں کو موت کے حوالے کر دیا۔ ایسے حالات نائیجیریا اور دوسرے افریقی ممالک کے لئے خود حفاظتی رویہ اختیار کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ WHO کو افریقہ اور تیسری دنیا کے سامنے اپنے آپ کو محض مغرب کا پٹھو نہیں بلکہ غریبوں کا ہمدرد ادارہ ثابت کرنے کی ضرورت ہے۔

امریکہ سعادالدین:

ان نام نہاد سائنسدانوں پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا ہے جو کہ عوام میں اپنی پسند کی دوائی ٹھونسنے کی کوشش میں ہوتے ہیں خود امریکہ میں 50% سے زیادہ "سنٹرز فار ڈیزیز کنٹرول" (CDC) میں مریضوں کے زیر استعمال ایسی دوا ساز کمپنیوں کی ادویات ہیں جن کے ساتھ ان مراکز (CDC) کے ذاتی مفاداتی نوعیت کے مراسم ہیں۔ تاہم پوری دنیا میں مریضان اتنے لاعلم بھی نہیں۔ بہر حال انہیں آگاہ کیا جانا چاہئے کہ کونسی دوا میں کس نوعیت کے نقصان کا احتمال شامل ہے۔ مریضوں کو متعلقہ دوائی کی تفصیلات میسر ہونی چاہئے تاکہ وہ خود فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں ہوں۔

تنزانیہ: (Bahati) بہاتی:

کیا آپ کو "ایڈز" کے بارے میں یاد نہیں رہا۔ ہمیں شروع شروع میں بتایا گیا تھا کہ یہ چیچک کی دوائی ہے۔ بعد میں کیا ثابت ہوا۔ سب پر عیاں ہے۔

یوگنڈا (Okurut Joseph) اوکورت جوزف:

W.H.O کی طرف سے یہ انکشاف کہ امریکہ جیسا ملک ان ادویات کے استعمال کے لئے دباؤ ڈال رہا ہے جو کہ ملیریا جیسے مرض کے لئے قطعی غیر موثر ہیں۔ افریقہ ان ادویات کے بارے میں کیوں مشکوک ہے اس بات سے عیاں ہے۔ جو ادارہ بھی ان ادویات کے استعمال کی مہم میں شریک ہے اسے پہلے ثابت کرنا ہوگا کہ یہ ادویات صحت کے لئے مضر نہیں ہیں۔ اس کے سوا ان کا ہر حربہ مقامی لوگوں میں مغرب کے لئے حقارت کا باعث بنے گا۔

سیپ ہیسلبرگر (Sepp Hasslberger)

ARHP (ایسوسی ایشن فار ری پروڈکٹو ہیلتھ پروفیشنلز) کے مطابق جرمنی کی دوا ساز کمپنی "مرک" (Merck) ویکسین کے معتر صحت ہونے کے بارے میں باخبر تھی لیکن اس نے نہ تو عوام کو اس سے خبردار کیا اور نہ ہی کئی سال تک دوائی کو تبدیل کیا۔ یہ راز روزنامہ "لاس اینجلز ٹائمز" نے اپنی 8 فروری کی اشاعت میں افشاں کیا جس میں کہ "مرک" کمپنی کے اس سائنسدان کا حوالہ تھا جس نے اپنی تحریر میں لکھا تھا کہ اس کے اپنے خیال کے مطابق 6 ماہ کے بچے کے لئے یہ ویکسین مضر ہوگی۔

کیونکہ یہ ویکسین بنانے والے نے CJD سیفٹی گائیڈ لائنز کی خلاف ورزی کی ہے۔ یاد رہے کہ 1999ء سے یہ یورپین گائیڈ لائنز نافذ ہے کہ ایسے ممالک کی گائے کے اجزاء پر مشتمل کوئی چیز استعمال نہ کی جائے جہاں BSE کا کوئی کیس سامنے آیا ہو۔ اس کی وجہ میڈ کاؤ کے وہ کیس ہیں جس کی وجہ سے انسانوں میں دماغی خرابی اور پاگل پن کی بیماری پیدا ہوتی ہے اور اس بیماری کی شکار ہزاروں گائیں برطانیہ میں زندہ جلا دی گئی تھیں۔ حکام کا کہنا تھا کہ مریضوں کے لئے vCJD رسک انتہائی معمولی ہے۔ گائے کے اس جزو کے ایک ملی لیٹر کا 10 کروڑواں حصہ ویکسین کی ایک خوراک میں شامل ہوتا ہے۔ اس لئے اس سے کوئی خطرے کی بات نہیں۔ یہ ویکسین کا کوئی فعال جزو بھی نہیں تاہم کہا گیا کہ مارکیٹ سے اس برانڈ کی ویکسین محض احتیاطاً اٹھائی گئی ہے۔

اب دیکھئے کہ برطانوی عوام کے لئے تو اس قدر احتیاط کہ ایک چیز کا خطرہ نہ ہونے کے برابر ہے لیکن پھر بھی برطانوی عوام کے لئے ایسی ویکسین ممنوع ہے۔ دوسری طرف واضح خطرات سے بھرپور ویکسین بغیر ٹیسٹ کئے تیسری دنیا کے غریب اور مسلم ممالک کے عوام کو بے دھڑک پلائی جا رہی ہے اور اگر ایسی ویکسین کا ٹیسٹ کرکے اسے معتر صحت بھی ثابت کر دیا جائے تب بھی اس کے نتائج کو تسلیم نہیں کیا جاتا۔ محض

> **عراق میں کئی سال تک ادویات پر امریکی پابندیوں کے باعث لاکھوں بچے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گئے۔ بچے کھچے جنگ میں اب تک مارے جا رہے ہیں۔ اب عالمی اداروں کو پولیو کے خاتمے کے لئے ہمارے بچوں کی اتنی فکر کہ اربوں روپے امداد بھی دیتے ہیں۔ دال میں یقیناً کالا ہے**

اس لئے کہ یہ غریب اور مسلم ڈاکٹروں کا کیا ہوا ٹیسٹ ہوتا ہے۔۔۔ ان حالات میں نائیجیرین عوام اور ان کے مذہبی رہنماؤں کے تمام اعتراضات بظاہر درست معلوم ہوتے ہیں کہ یہ ویکسین ان کی نسل کو بانجھ کرنے ان کو ہیپاٹائٹس اور ایڈز جیسے امراض کا شکار کرنے اور غریب ممالک بالخصوص مسلمانوں کی

آبادی گھٹانے کی عالمی سازش کا حصہ ہے۔ نائیجیریا کی شریعہ کونسل کے سیکرٹری جنرل بابا احمد کا یہ انکشاف بجا معلوم ہوتا ہے کہ امریکی حکومت کی طرف سے کچھ ایسی دستاویزات سامنے آئی ہیں جن کی رو سے دنیا بالخصوص ترقی پذیر ممالک کی آبادی گھٹانا امریکی پلان میں شامل ہے۔ اس میں نائیجیریا بھی شامل ہے۔ ان کے مطابق کالی نسل کا استحصال کرنا اور ان کی نسل کشی کرنا بھی امریکی منصوبے کا حصہ ہے جیسا کہ وہ جنوبی افریقہ میں ایک عرصے تک گوروں کو کالوں کی اکثریت پر مسلط کر کے ان کا استحصال کرتے رہے۔ افغانستان، عراق اور فلسطین میں جس طرح مسلم کشی ہو رہی ہے، اسلام دشمنی کے جو منصوبے کو جس طرح فروغ دیا جا رہا ہے اور شیطان رشدی ایسے لوگوں کو جس طرح آج بھی نوازا جا رہا ہے اس سے امریکہ و مغرب کی اسلام و مسلم دشمنی کے بارے میں کوئی شک نہیں رہ جاتا۔

ایسی بے شمار کتابیں، رپورٹیں، سائنس موجود ہیں جن کے مطابق ان ویکسینوں کے ذریعے کینسر، ایڈز اور دوسری بیماریاں پھیلائی جا رہی ہیں۔

انگریزی روزنامہ ڈان کی مضمون نگار علین قیصر کی رپورٹ

پاکستان کی صورتحال:

1988ء میں پولیو مہم کے آغاز سے قبل WHO کے مطابق دنیا میں 3,50,000 کیس موجود تھے جو اب صرف 1228 رہ گئے ہیں۔

پاکستان کے متعلق کہا گیا کہ یہاں شروع میں 25 سے 30 ہزار کی تعداد میں کیس موجود تھے۔ اب صرف گنتی کے چند کیس رہ گئے ہیں۔ 1999ء میں یہ 558 تھے۔ 2002ء میں 98، 2006ء میں 40 اور اس سال 2007ء میں صرف 9 رہ گئے ہیں لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پولیو کے نئے کیس بار بار کیوں پیدا ہو جاتے ہیں۔ امریکہ میں OPV کی وجہ سے پولیو کے نئے کیس پیدا ہوئے تو وہاں اس پر پابندی لگا دی گئی لیکن یہاں بے دھڑک دی جا رہی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ IPV کے مقابلے میں OPV سستی ہے اور ترقی پذیر ممالک میں اسے دینا آسان ہے۔ یہ یاد رہے کہ پولیو کے خاتمے کی مد میں اقوام متحدہ اور دیگر عالمی امدادی اداروں کی طرف سے پاکستان سمیت تمام متاثرہ ملکوں کو بھاری امداد دی جاتی ہے اور یہ پولیو ویکسین کروڑوں بچوں کو مفت پلائی

ہمارا پولیو ویکسین کا نتیجہ حتمی تھا

ڈاکٹر ہارونا کائیٹا کا انکشاف انگیز انٹرویو

ڈاکٹر ہارونا کیٹا (Haroona Kaita) جن کا تعلق نائیجیریا کی دینی پارٹیوں کے اتحاد JNI جماعت نصر الاسلام سے ہے ایک ماہر طبیب اور سائنسدان ہیں جو کہ نائیجیریا کی احمدو بیلو یونیورسٹی زاریا کے "ادویات کی سائنس" کے شعبہ کے سربراہ ہیں۔ ہفت روزہ کیدونا ٹرسٹ کے کانو بیورو کے مسٹر عمر کازورے (Umar Kazaure) نے ان سے انٹرویو لیا جو پیش خدمت ہے۔

عمر: آپ کا تعلق JNI کے شعبہ سائنس سے ہے۔ آپ OPV پولیو ویکسین جو کہ متنازعہ ہے اس کے لئے آپ نے انڈیا میں تحقیق کی اس کا کیا نتیجہ رہا؟

ڈاکٹر کیٹا: سب سے پہلے میں JNI کی انتظامیہ کا مشکور ہوں جن کے مشن میں مجھے بھی یہ موقع میسر آیا کہ میں انسانیت کی خدمت کر سکوں۔ چونکہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں صرف مسلمانوں کے لئے یا عیسائیوں کے لئے نہیں بلکہ پوری قوم کے لئے ہے جو کہ پولیو جیسے مضر ٹیکے کا شکار ہیں۔ جہاں تک ٹیسٹ کا تعلق ہے چونکہ نائیجیریا میں متعلقہ مرض کے حوالے سے جدید ترین مشینوں سے آراستہ لیبارٹری موجود نہیں تھی جبکہ انڈیا نے ہمیں یہ سہولت مہیا کی۔ یہاں میں آپ کو بتاتا چلوں کہ جب میں انڈیا روانہ ہونے والا تھا تو میں اللہ کے حضور دعا گو تھا کہ ٹیسٹ کا نتیجہ "منفی" میں آئے بلکہ مجھے امید بھی یہی تھی کہ ویکسین اور ہمارے بچے محفوظ ہوں گے لیکن میرے ذہن میں میرے چند ہم پیشہ ڈاکٹرز جو کہ حکومت کے زیر اثر تھے ان کا رویہ اور سوچ مختلف تھی۔ بہرحال حکومتی ترجیحات کا بھی کسی کو خیال تھا۔

میں نے 23 دن مسلسل انڈیا میں لیبارٹری میں تحقیق پر گزارے اور اپنے ساتھ لائے گئے پولیو ویکسین کے اس سیمپل (نمونے) کا تجزیہ WHO کی تجویز کردہ جدید ترین مشینوں پر کرتا رہا اور یہ تجویز کردہ مشین GC-MS تھی جس میں یہ صلاحیت تھی کہ وہ مذکورہ دوائی میں حساس ترین آلودگی کے مادے کو ریکارڈ کر سکے۔ تاہم میں نے اس کے ساتھ "ریڈیو امیونو ایسے" (Radio Immuno Assay) کو بھی استعمال کیا۔

عمر: ان تجربات سے آپ کس نتیجے پر پہنچے؟

ڈاکٹر کیٹا: نتائج نہایت دلچسپ تھے۔ میرے ساتھ میرے چند انڈین ساتھی بھی تھے۔ ہم سب کے لئے یہ نتائج ناقابل یقین تھے۔ پہلے پہل میں نے سوچا شاید تحقیق میں مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہوگی۔ لیکن جب میں نے ایک بار نہیں، دو بار نہیں، تین بار یہ ٹیسٹ دہرایا تو اس نے ہمیں وہی نتائج دیئے۔ میرے ساتھ میرے انڈین سائنسدان بھی حیران تھے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ "ویکسین" میں ایسا مواد موجود ہے جس کا سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ کچھ مواد تو مضر صحت تھا، کچھ نشہ آور تھا اور کچھ براہ راست مانع حمل تھا۔

عمر: ادویات بنانے والی کمپنیاں آخر ایسا ضرر رساں مواد کیسے ملا سکتی ہیں جسے آسانی سے پکڑا بھی جا سکتا ہو؟

ڈاکٹر کیٹا: یہی مسئلہ ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ ایسی ادویات بنانے والی کمپنیاں اور ان کی تشہیر اور ترقی دینے والے ادارے اپنا ایک چھپا ہوا ایجنڈا رکھتے ہیں جو اپنے طور پر تحقیق طلب ہے اور پھر ان کا ہم غریب ملکوں کے لئے اپنا ایک تصور ہے کہ ہمارے پاس نہ علم ہے نہ ہی وسائل و ذرائع ہیں کہ جدید ترین اور اعلیٰ مشینیں میسر ہوں کہ تحقیق سے حقیقت جان سکیں اور بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے اندر ہمارے اپنے لوگ ان دشمنوں کے مقاصد کو تحفظ دینے کے لئے تیار بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایسے پیشہ ور ماہرین ہیں جو کہ ہمارے طبی اداروں کے سربراہ ہوتے ہیں۔

عمر: طبیبوں کی حکومتی ٹیم کو آپ کی تحقیق اور نتائج سے کیا اختلاف تھا؟

ڈاکٹر کیٹا: "JNI" کمیٹی کے سامنے میری پیش کی جانے والی رپورٹ مکمل تحقیقی اور علمی تھی۔ چونکہ اس نتیجے سے بہت سے بین الاقوامی ادارے متعلق ہیں اسی بنا پر ہم نے نے

افسوس کہ نیٹ پر مزید صفحات مجھے مل نہ سکا۔

روزنامہ امت کراچی/حیدرآباد

پولیو ویکسین کی تیاری میں بندروں کے خلیات استعمال ہوتے ہیں

نائیجیرین ماہر طب نے ویکسین میں نظام تولید کو متاثر کرنے والے اجزا کی نشاندہی بھی کی تھی - منہ کے ذریعے دی جانے والی پولیو ویکسین پر امریکہ اور برطانیہ میں پابندی ہے - بھارتی ماہرین نے اسے بچوں پر فالج میں اضافے کا سبب قرار دیا - خصوصی رپورٹ

پاکستان بالخصوص صوبہ خیبر پختون میں پولیو کے خاتمے سے متعلق چلائی جانے والی مہم پچھلے کئی برسوں سے ناکامی کا شکار چلی آرہی ہے۔ ایک معروف انگریزی اخبار کے مطابق صوبے کی 70 فیصد آبادی پولیو ویکسین لینے سے انکاری ہے۔ رپورٹ کے مطابق پولیو کے خلاف مہم کی ناکامی کی بنیادی وجہ یہ تاثر ہے کہ پولیو ویکسین میں ایسے اجزاء شامل ہیں جس کے سبب بچیاں قبل از وقت بلوغت کو پہنچ جاتی ہیں اور بچے بڑے ہوکر نامردی کا شکار ہوجاتے ہیں۔ لگ بھگ 6 برس پہلے 2006ء میں پشاور ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کے ایک سینئر رکن محمد نبی نے پشاور ہائی کورٹ میں ایک پٹیشن دائر کی۔ جس میں عالمی ادارہ صحت کی جانب سے پاکستان میں چلائی جانے والی انسداد پولیو مہم کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ پٹیشن میں موقف اختیار کیا گیا تھا پاکستان میں بچوں کو پلائی جانے والی ویکسین میں دو اضافی اجزاء ESTROGEN (ایک ایسا ہارمون جو جسم میں زنانہ جنسی خصوصیات پیدا کرتا ہے) اور ESTRADOIL (ایک نسوانی جنسی ہارمون جو تیزی سے بلوغت لاتا ہے) شامل ہوتے ہیں۔ درخواست گزار نے پٹیشن میں دعویٰ کیا کہ عالمی ادارہ صحت پولیو ویکسین میں ان اجزاء کو شامل کرنے کی وجوہات بتانے میں ناکام رہا ہے حالانکہ ان دونوں اجزاء کا پولیو کے خاتمے سے کوئی تعلق نہیں۔ اس سے دو برس قبل مارچ 2004ء میں نائیجیریا میں بھی یونیسف کی جانب سے چلائی جانے والی پولیو مہم کے خلاف صدائے احتجاج بلند ہوئی تھی۔ "لائف سائٹ نیوز ڈاٹ کام" کی رپورٹ کے مطابق نائیجیریا کے ایک سائنسداں ڈاکٹر ہارونہ کاکانے خدشہ ظاہر کیا تھا کہ ان کے ملک میں پلائی جانے والی پولیو ویکسین میں ایسے اجزاء شامل ہیں جو نسل کشی کے زمرے میں آتے ہیں۔ بعدازاں فارماسیوٹیکل سائینٹسٹ ڈاکٹر کاکا، او ویکسین کے کچھ نمونے تجزیے کے لیے بھارت کی لیبارٹری میں لے گئے تھے۔ جب انہوں نے ویکسین کے ان نمونوں کو مختلف ٹیسٹ اور جانچ پڑتال کے مراحل سے گزارا تو اس میں ایسے مواد کے شواہد ملے جو صحت کے لیے انتہائی مضر تھے۔ بعدازاں ڈاکٹر کاکانے نائیجیرین ہفت روزہ "ٹرسٹ" کو ایک انٹرویو میں بتایا کہ...... "ہم نے پولیو ویکسین میں کچھ ایسے اجزاء دریافت کیے ہیں جو صحت کے لیے نقصان دہ اور بالخصوص نظام تولید پر اثرانداز ہوتے ہیں۔"

سوال یہ ہے کہ آخر پولیو ویکسین سے متعلق یہ تاثر، دعوے اور شکوک وشبہات کیوں موجود ہیں؟ اور کیا ان میں کوئی حقیقت ہے؟ یہ جاننے کے لیے "امت" نے پولیو ویکسین کے حوالے سے انٹرنیٹ پر موجود مواد کی چھان بین کی تو معلوم ہوا کہ دنیا کے کئی ممالک میں کی گئی تحقیق کے بعد یہ تصدیق ہوئی کہ انسداد پولیو کے لیے استعمال کی جانے والی ویکسین میں سائیڈ ایفیکٹس کا سبب بننے والے اجزاء ESTROGEN اور ESTRADOIL شامل ہیں۔ اور یہ کہ ان کی تیاری میں بندر کی ریڑھ کی ہڈی اور گردوں کے CELLS (خلیات) استعمال کیے جاتے ہیں۔

ماضی میں پولیو کی بیماری برطانیہ اور یورپ کے چند دیگر ممالک تک محدود تھی البتہ 1950ء کی دہائی میں اس نے وبا کی صورت اختیار کرلی۔ پہلی بار 1956ء میں پولیو کے خلاف باقاعدہ مہم کا آغاز کیا گیا۔ عالمی ادارہ صحت کے مطابق اس مہم کے نتیجے میں برطانیہ سمیت یورپ کے بہت سے ممالک میں پولیو وائرس کا جڑ سے خاتمہ کردیا گیا تاہم پاکستان سمیت بیشتر ترقی پذیر ممالک میں آج بھی پولیو کا وجود برقرار ہے۔ بعدازاں عالمی ادارہ صحت کی جانب سے 1988ء میں دنیا بھر سے پولیو کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی مہم کا آغاز کیا گیا۔ جو آج بھی جاری ہے۔ برطانوی ویب سائٹ www.patient.com کے مطابق پولیو وائرس کی وجہ سے بخار، فالج اور دماغ کی سوزش یا ورم جیسے امراض لاحق ہوسکتے ہیں۔ بالخصوص فالج کا حملہ اس لیے ہوتا ہے کہ پولیو وائرس، دماغ اور ریڑھ کی ہڈی کی اندرونی بافتوں پر حملہ آور ہوتا ہے۔ بعض اوقات یہ حملہ انتہائی مہلک ثابت ہوسکتا ہے۔ جس کی وجہ سے پٹھے مستقلاً کمزور پڑنے لگتے ہیں اور بالآخر اس کے نتائج معذوری کی صورت میں سامنے آتے ہیں۔ یہ وائرس مریض کے فضلے، تھوک اور بلغم میں شامل ہوکر دیگر لوگوں کو بھی متاثر کرسکتا ہے۔ قدرتی طور پر پائے جانے والے پولیو وائرس کو "وائلڈ وائرس" کہتے ہیں۔

دنیا میں اس وقت پولیو ویکسین دینے کے دو طریقے رائج ہیں۔ ایک ORAL POLIO VACCINE (OPV) جس میں منہ کے ذریعے دوا دی جاتی ہے اور دوسرا INACTIVATED POLIO VACCINE (IPV) جس میں دوا بذریعہ انجکشن انسان کے جسم میں داخل کی جاتی ہے۔ سب سے پہلے IPV کا طریقہ دریافت کیا گیا یعنی پولیو وائرس سے بچنے کے لیے لوگوں کو انجکشن کے ذریعے ویکسین دی جاتی تھی۔ وکی پیڈیا کے مطابق یہ پہلی ویکسین جانس سالک نے ایجاد کی تھی لہٰذا اسے "سالک ویکسین" بھی کہا جاتا ہے۔ پہلی مرتبہ یہ ویکسین 1952ء میں ٹیسٹ کی گئی۔ اس ویکسین میں "ان ایکٹیویٹیڈ" یعنی مردہ پولی وائرس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ بعدازاں طب کے شعبے سے تعلق رکھنے والے سبین نامی شخص نے منہ کے ذریعے دی جانے والی ویکسین (OPV) ایجاد کی۔ اس ویکسین کی تیاری میں مردہ کے بجائے جاندار وائرس کو انتہائی کمزور کرکے استعمال کیا گیا۔ اگرچہ اس ویکسین کو 1954ء میں لائسنس جاری کیا گیا لیکن اس کا استعمال 1957ء سے شروع ہوا۔ اور یہ سبین ویکسین بھی کہلائی اصطلاحاً ویکسین دیئے جانے سے مراد بذریعہ دوا کسی شخص کے مدافعتی نظام کو کسی بیماری کے خلاف متحرک کرنا ہے۔ پولیو ویکسین کا مقصد یہ بھی تھا کہ ایک شخص کو قدرتی طور پر پائے جانے والے پولیو وائرس "وائلڈ وائرس" سے محفوظ کیا جاسکے۔ جیسا کہ ذکر کیا جاچکا ہے کہ پہلی پولیو ویکسین جانس سالک نے ایجاد کی۔ جس میں مردہ پولیو وائرس استعمال کیا گیا تھا اور یہ ویکسین انجکشن کے ذریعے دی جاتی تھی۔ "سائنس اینڈ ٹیکنالوجی انسائیکلو پیڈیا" کی جانب سے 1960ء میں کی جانے والی تحقیق کے مطابق یہ (IPV) پولیو ویکسین جس کی تیاری میں بندر کے گردے کے خلیات شامل کیے جاتے ہیں۔ دنیا بھر میں بڑے پیمانے پر استعمال کی گئی تاہم انجکشن کے ذریعے دی جانے والی اس سالک ویکسین کے استعمال کے فوری بعد کئی قسم کے مسائل سامنے آنے لگے اور چھ برس بعد ہی اسے انسانوں کے استعمال کے لیے خطرناک قرار دے دیا گیا۔ اس وقت تک سبین نامی سائنسداں کی ایجاد کردہ اورل ویکسین (OPV) پر کئی تجربات مکمل کیے جاچکے تھے اور بعدازاں 1962ء میں سبین ویکسین کو لائسنس کا اجراء کردیا گیا۔ اور پھر 30 برس تک منہ کے ذریعے استعمال کی جانے والی (OPV) سبین ویکسین دنیا بھر میں استعمال کی جاتی رہی۔ تاہم "سائنس اینڈ ٹیکنالوجی انسائیکلو پیڈیا" کے مطابق چند برسوں قبل کی جانے والی تحقیق کے بعد یہ تشویشناک بات سامنے آئی کہ جن بچوں کی قوت مدافعت کم ہوتی ہے۔ منہ کے ذریعے دی جانے والی سبین ویکسین ان کے لیے نہایت مہلک ہے اور یہ پولیو کے خاتمے کے بجائے ایسے بچوں میں الٹا پولیو جراثیم پیدا کرنے کا سبب بن رہی ہے۔ اس طرح کے 12 کیسز صرف امریکہ میں ایک برس کے دوران سامنے آئے۔ جب تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ منہ کے ذریعے استعمال ہونے والی سبین ویکسین بالخصوص کمزور قوت مدافعت رکھنے والے بچوں کے لیے بذریعہ انجکشن دی جانے والی سالک ویکسین کے مقابلے میں کہیں زیادہ نقصان دہ ہے تو 2000ء میں امریکہ میں منہ کے ذریعے پولیو ویکسین کے استعمال پر پابندی لگادی گئی اور دوبارہ انجکشن کے ذریعے ویکسین کا طریقہ رائج کردیا گیا۔ بعدازاں 2004ء میں برطانیہ میں بھی منہ کے ذریعے دی جانے والی ویکسین ممنوعہ قرار پائی۔ اس کے مقابلے میں پاکستان، افغانستان، بھارت، بنگلہ دیش سمیت تیسری دنیا کے ممالک میں آج بھی منہ کے ذریعے پولیو ویکسین دینے کا طریقہ جاری ہے۔ ویب سائٹ http://us.generation-nt.com کے مطابق نئی دہلی کے دو ماہرین طب نے حال ہی میں یہ تحقیق کی ہے کہ بھارت میں بچوں کے مفلوج ہونے کے بڑھتے کیسز کا سبب منہ کے ذریعے دی جانے والی پولیو ویکسین کے استعمال میں اضافہ ہے۔ جس پر ایک دہائی قبل امریکہ میں پابندی لگائی جاچکی ہے۔ اسٹیفن اسپتال نئی دہلی کے ان دو ماہرین طب ڈاکٹر نیتو وشسٹ اور ڈاکٹر جیکب پولائل نے بھارت کے 10 برس پرانے "نیشنل پولیو سرویلنس پروجیکٹ" سے حاصل کردہ ڈیٹا (جو آن لائن پر دستیاب ہے) کی مدد سے تیار کی گئی رپورٹ میں انکشاف کیا کہ ایک دہائی قبل بھارت میں متعارف کرائی گئی ORAL POLIO VACCINE کے بعد سے بچوں پر فالج کے کیسز کی شرح میں 1200 فیصد اضافہ ہوا ہے یہ رپورٹ "انڈین جرنل آف میڈیکل ایتھکس" نے شائع کی تھی۔ (جاری ہے)

☆☆☆☆☆

دوسری و آخری قسط

امت رپورٹ

پولیو ویکسین آج تک کسی پاکستانی لیبارٹری میں ٹیسٹ نہیں کی گئی

امریکی فیڈرل ڈرگ اتھارٹی کی تصدیق کے بعد مزید کسی ٹیسٹ کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی - ڈائریکٹر ہیلتھ پنجاب - یو ایس سینٹر برائے ڈیزیز کنٹرول نے تسلیم کیا ہے کہ اورل پولیو ویکسین کے سائیڈ ایفیکٹس بھی معذوری کا سبب بنتے ہیں - خصوصی رپورٹ

دنیا بھر بالخصوص پاکستان، افغانستان جیسے دیگر ترقی پذیر ممالک میں استعمال کی جانے والی پولیو ویکسین کے حوالے سے اگرچہ ایک عرصے سے مختلف شکوک و شبہات کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ لیکن آج تک اس بارے میں متعلقہ اداروں نے کوئی ایسا تسلی بخش موقف پیش نہیں کیا۔ جس کے سبب اس طرح کی خبروں کا خاتمہ ہو پاتا۔ جبکہ ذرائع کا کہنا ہے کہ عالمی ادارہ صحت کی جانب سے پاکستان میں آنے والی سربمہر پولیو ویکسین کو چیک کرنے کی اجازت بھی نہیں ہے اور پھر یہ کہ ملک بھر میں ایسی کوئی لیبارٹری نہیں۔ جس میں ان پولیو ویکسین کے نمونے ٹیسٹ کرنے سے متعلق ضروری آلات موجود ہوں۔ چونکہ 18 ویں ترمیم کے بعد وفاقی وزارت صحت ختم کر کے یہ ذمہ داری صوبوں کو سونپ دی گئی ہے۔ لہٰذا اس حوالے سے موقف لینے کے لیے وفاقی سطح پر کوئی شخصیت دستیاب نہیں۔ دوسری جانب یہ وزارت صوبوں کو تو منتقل کر دی گئی ہے لیکن یہ عمل اب تک مکمل نہیں ہو سکا ہے۔ اگرچہ حکومت نے وفاقی سطح پر صحت کے امور کو دیکھنے کے لیے ''ڈرگ ریگولیٹری اتھارٹی'' (DRA) کے نام سے ایک ادارہ بنایا ہے لیکن اس ادارے کا بھی اب تک صرف ایک عارضی چیئرمین مقرر کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ''امت'' نے جب پنجاب ڈائریکٹوریٹ ہیلتھ کے انفارمیشن آفیسر ڈاکٹر طیب بٹ سے رابطہ کیا تو انہوں نے تصدیق کی کہ پولیو ویکسین پاکستان میں ٹیسٹ نہیں کی جاتیں۔ ان کا کہنا تھا، کیونکہ یہ کولڈ کنٹینرز میں آتی ہیں۔ عالمی ادارہ صحت کے منتخب کردہ اداروں سے خریدی جاتی ہیں اور امریکی ادارے ''فیڈرل ڈرگ اتھارٹی'' کی تصدیق شدہ ہوتی ہیں لہٰذا انہیں کسی لیبارٹری میں ٹیسٹ کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی۔ دوسری جانب رابطہ کرنے پر ڈائریکٹر ہیلتھ پنجاب ڈاکٹر مبشر نے بتایا کہ ماضی میں وفاقی سطح پر پولیو ویکسین خریدی جاتی تھیں اور وفاق کی جانب سے صوبوں کو حصہ ملتا تھا۔ 18 ویں ترمیم کے بعد پولیو ویکسین کا انتظام کرنا صوبوں کی ذمہ داری ہو گئی ہے۔ لیکن ویکسین کی خریداری کے لیے عالمی ادارہ صحت، رقم وفاق کو ہی دیتا ہے۔ ڈاکٹر مبشر کا بھی یہی کہنا تھا کہ پولیو ویکسین پاکستان میں ٹیسٹ نہیں کی جاتیں۔ ان کا کہنا تھا...... ''پولیو ویکسین یونیسیف کے منظور شدہ ادارے سے حاصل کی جاتی ہیں۔ چونکہ عالمی ادارہ صحت نے اسے ٹیسٹ کیا ہوتا ہے لہٰذا مزید کسی ٹیسٹ کی ضرورت باقی نہیں رہتی تاہم بعض ضروری ٹیسٹ ہوتے ہیں۔ مثلاً جس کنٹینر میں پولیو ویکسین آتی ہیں وہ سربمہر ہوتا ہے اور اس کے اوپر ٹمپریچر سنسر لگا ہوتا ہے۔ چونکہ پولیو ویکسین کو ایک خاص درجہ حرارت کی ضرورت ہوتی ہے لہٰذا یہ سنسر، کنٹینر کا ٹمپریچر چیک کرتا ہے کہ مطلوبہ ٹھنڈک پولیو ویکسین کو مل رہی ہے یا نہیں۔ اگر اس کا رنگ تبدیل ہو جائے تو پھر ساری ویکسین ضائع کر دی جاتی ہے۔ بصورت دیگر ہر لاٹ میں سے کچھ نمونے لے کر نیشنل انسٹیٹیوٹ آف ہیلتھ (این آئی ایچ) کو بھیجے جاتے ہیں۔ جہاں ''اینٹی باڈی'' کا ٹیسٹ کیا جاتا ہے البتہ یہ ٹیسٹ نہیں ہوتا کہ ویکسین میں کون سے اجزا شامل ہیں۔ تاہم ''امت'' نے جب اس سلسلے میں نیشنل انسٹیٹیوٹ آف ہیلتھ اسلام آباد کے ایک اہم عہدیدار سے رابطہ کیا تو انکشاف ہوا کہ پولیو ویکسین کسی بھی قسم کے ٹیسٹ کے لیے کبھی بھی این آئی ایچ میں نہیں بھیجی گئی۔ اس عہدیدار کا کہنا تھا کہ اول تو یہ ویکسین عالمی ادارہ صحت کے تحت آ رہی ہیں لہٰذا انہیں دوبارہ ٹیسٹ کرنے کی ضرورت نہیں اور دوئم یہ کہ این آئی ایچ کے پاس ایسی سہولت یا آلات دستیاب نہیں کہ یہ ٹیسٹ کیا جا سکے کہ پولیو ویکسین میں کون سے اجزا شامل ہیں اور ان کا عمل یا ردعمل کیا ہو سکتا ہے۔ البتہ کسی لاٹ پر شک ہو کہ اسے مطلوبہ ٹمپریچر نہیں مل سکا ہے تو یہ ضرور چیک کیا جاتا ہے کہ اس کا سنسر درست کام کر رہا ہے یا نہیں اور یہ کہ مطلوبہ ٹمپریچر نہ ملنے سے کہیں ''اینٹی باڈی'' تو متاثر نہیں ہوئے۔ ''امت'' نے اس حوالے سے موقف کے لیے این آئی ایچ اسلام آباد کی ڈائریکٹر ڈرگ لیبارٹری ڈاکٹر فرناس ملک سے متعدد بار رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن ان سے بات نہ ہو سکی۔

..........☆.....☆.....☆..........

پاکستان میں سرکاری سطح پر پولیو ویکسین ٹیسٹ کرانے کی ضرورت بھی اس لیے محسوس نہیں کی گئی کہ متعلقہ ذمہ داروں کے بقول عالمی ادارہ صحت اسے امریکی فیڈرل ڈرگ اتھارٹی سے تصدیق کرا کے بھیجتا ہے۔ یہ روداد تو آپ پڑھ چکے۔ دوسری جانب دنیا کے بہت سے محققین کا اصرار ہے کہ پولیو ویکسین میں نہ صرف ایسے اجزا شامل ہیں جو کمزور قوت مدافعت رکھنے والے بچوں کے لیے نقصان دہ ہیں۔ جبکہ اس میں شامل ESTROGEN اور ESTRODIOL نامی اجزا نظام تولید پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس کا ذکر مختلف حوالوں کے ساتھ پچھلی قسط میں کیا جا چکا ہے۔ پولیو ویکسین کے بارے میں یہ تاثر بھی بڑا گہرا ہے کہ درحقیقت یہ دنیا کی آبادی کنٹرول کرنے کا خفیہ مگر انتہائی موثر ''ہتھیار'' ہے۔

وکی پیڈیا کے مطابق 1960ء میں تیار کی جانے والی پولیو ویکسین میں شمالی ہند کے بندروں کے گردوں کے جو خلیات (KIDNEY SELLS) استعمال کیے گئے۔ بعد میں کی گئی تحقیق سے پتہ چلا کہ ان خلیات میں SV40 وائرس موجود ہے جو بندروں کو بھی متاثر کرتا ہے۔ 1961ء میں SV40 وائرس کا تجربہ چوہے اور گلہریوں پر کیا گیا۔ جس سے یہ بات سامنے آئی کہ یہ وائرس، دماغ کے ناسور (BRAIN TUMORS) کا باعث بنتا ہے۔ وکی پیڈیا کے ہی مطابق حال میں کی گئی تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ پھیپھڑوں، دماغ اور ہڈیوں کے کینسر میں مبتلا انسانوں میں بھی یہ وائرس پایا جاتا ہے۔ لیکن یہ تعین نہیں کیا جا سکا ہے کہ کیا SV40 وائرس ہی ان مختلف اقسام کے کینسر کا سبب بھی بنتا ہے۔

پہلی قسط میں پولیو ویکسین کے حوالے سے نئی دہلی کے دو ماہرین طب ڈاکٹر نیتو وشسٹ اور ڈاکٹر جیکب پولائل کی تحقیقی رپورٹ کا سرسری ذکر کیا گیا تھا۔ اسٹیفن اسپتال دہلی سے تعلق رکھنے والے ان ڈاکٹروں کی تحقیقی رپورٹ کو ''انڈین جرنل آف میڈیکل ایتھکس'' نے شائع کیا تھا اور اس میں کہا گیا تھا کہ ایک دہائی قبل بھارت میں متعارف کرائی گئی ORAL POLIO VACCINE کے بعد سے بچوں میں نان پولیو فالج کے کیسز کی شرح میں 1200 فیصد اضافہ ہوا۔ رپورٹ کے مطابق چونکہ منہ کے ذریعے دی جانے والی اس پولیو ویکسین کو زندہ پولیو وائرس کی مدد سے تیار کیا جاتا ہے اور یہ زندہ وائرس سائیڈ ایفیکٹس کی صورت میں پولیو جیسی معذوری کا سبب بنتے ہیں۔ (واضح رہے کہ وائرل یا بیکٹیریل امراض کے خلاف مدافعت پیدا کرنے کے لیے اسی بیماری کے وائرس یا بیکٹیریا ویکسین میں شامل کیے جاتے ہیں)۔ بھارتی ڈاکٹروں نے اپنی تحقیقی رپورٹ میں دیگر مسائل کی تفصیلات بھی بیان کیں۔ جس کے مطابق 2011ء میں بھارت میں نان پولیو معذوری کے 47 ہزار 500 نئے کیسز سامنے آئے اور یہ پولیو کے مقابلے میں دوگنا مہلک تھے۔ ڈاکٹر وشسٹ اور ڈاکٹر پولائل نے اس بات پر بھی تشویش ظاہر کی کہ پولیو سروے منتظمین نے معذوری کے کیسوں پر خاص توجہ نہیں دی۔ گو کہ پولیو مہم کے تحت اس ضمن میں ڈیٹا اکٹھا کیا گیا تھا لیکن اس پر کسی قسم کی تحقیق نہ کی گئی کہ اتنی موثر پولیو مہم کے باوجود اتنی بڑی تعداد میں معذوری کے کیس کیوں سامنے آ رہے ہیں۔ اس کی کیا وجوہات ہو سکتی ہیں اور کہیں ان کیسوں کی وجہ منہ کے ذریعے دی جانے والی (ORAL) پولیو ویکسین تو نہیں۔ اس سلسلے میں یو ایس سینٹر برائے ڈیزیز کنٹرول (CDC) کی ویب سائٹ پر موجود رپورٹ سے ان ڈاکٹروں کے خدشے کی تصدیق ہوتی ہے۔ جس میں اورل پولیو ویکسین کے معذوری سے متعلق سائیڈ ایفیکٹس کو بیان کرتے ہوئے بتایا گیا کہ 1980ء سے 1999ء تک 162 معذوری کے مصدقہ کیسز سامنے آئے۔ ان 162 کیسز میں سے 8 کیس امریکہ سے باہر کے تھے جبکہ معذوری کے باقی 154 کیسز کا سبب زندہ وائرس سے تیار کی گئی اورل پولیو ویکسین تھی۔ نیویارک ٹائمز کی رپورٹ کے مطابق اورل پولیو ویکسین کے مہلک سائیڈ ایفیکٹس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہی 2000ء میں امریکہ میں اورل ویکسین کے استعمال پر پابندی لگا دی گئی۔ تاہم دنیا میں کئی حکومتیں آج بھی اپنے شہریوں پر اس خطرناک ویکسین کا استعمال جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اتنے شدید تحفظات کے باوجود نا صرف ویکسین بنانے والے بلکہ صحت سے متعلق ادارے بھی پوری دنیا میں اورل ویکسی نیشن پر زور دے رہے ہیں اور فی الحال اس شدت میں کوئی کمی ہوتی نظر نہیں آ رہی ہے۔

☆☆☆☆☆

پولیو ویکسین کی افادیت سے لوگوں کا اعتماد اُٹھ گیا

انسداد پولیو مہم کے منفی نتائج سے شہری پریشان - کئی بچے قطرے پینے کے بعد تیز بخار میں مبتلا ہوگئے - جن آبادیوں میں کوئی کیس رپورٹ نہیں ہوا، وہاں ہر تین ماہ بعد پولیو ورکرز آجاتے ہیں - انکار کی صورت میں ہراساں کیا جاتا ہے - سروے رپورٹ

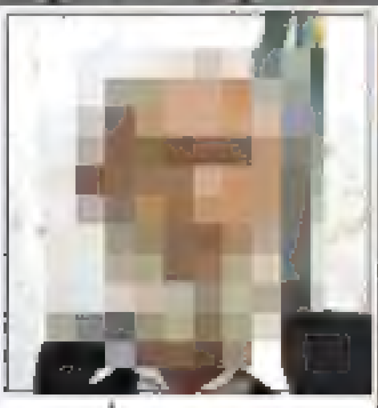

حاجی سعید الرحمن

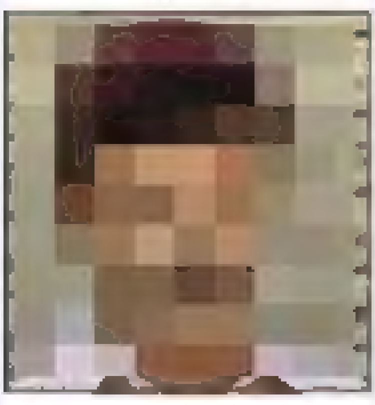

عطاء اللہ خان

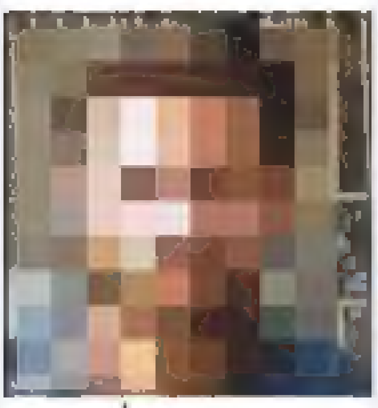

حبیب الرحمن

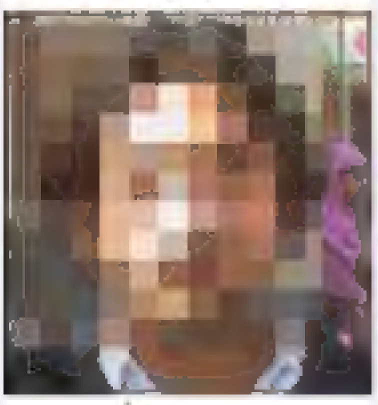

سیف الرحمن

محمد عالم

انسداد پولیو مہم کے تحت بچوں کو پلائے جانے والے دوا کے قطروں کے منفی نتائج برآمد ہونے کے بعد لوگوں کا انسداد پولیو مہم سے اعتماد اٹھ گیا ہے۔ پولیو مہم کے دوران پولیس کے ذریعے زبردستی دروازے کھلوا کر بچوں کو پولیو کے قطرے پلائے جاتے ہیں۔ جن آبادیوں میں پولیو کا کوئی کیس رپورٹ نہیں ہوا، وہاں بار بار بچوں کو پولیو کے قطرے پلائے جاتے ہیں۔ جبکہ انکار کی صورت میں ہراساں کیا جاتا ہے۔ سہراب گوٹھ کی دو بستیوں محمدی گوٹھ اور لاسی گوٹھ میں گزشتہ پولیو مہم کے دوران جن بچوں کو پولیو کے قطرے پلائے گئے تھے، وہ بچے کئی دنوں تک تیز بخار اور جسم میں درد کی تکلیف میں مبتلا رہے تھے، جس کے بعد لوگوں نے اپنے بچوں کو پولیو کے قطرے پلانا بند کردیے تھے۔ پشتون آبادیوں میں لیڈی ورکرز کے ساتھ میل ورکرز بھیجے جاتے ہیں اور پولیو کے قطرے پلانے والے ان اوقات میں آتے ہیں جب مرد گھروں پر نہیں ہوتے۔ علاقہ مکینوں کا کہنا ہے کہ پولیو کے قطرے پلانے والے اپنے ہمراہ فارم لاتے ہیں جن پر بچے کے والد کا نام، والدہ کا نام، بھائی بہنوں کی عمریں اور تعداد درج کرتے ہیں۔ جب ان سے وجہ پوچھی جاتی ہے تو بتایا جاتا ہے کہ وہ پولیو کے قطرے پلانے والوں کا ڈیٹا جمع کرتے ہیں، تاکہ دوبارہ اس بچے کو پولیو کے قطرے نہ پلائے جائیں۔ لیکن جب دوبارہ پولیو مہم کا اعلان ہوتا ہے تو یہ ٹیمیں پھر انہی علاقوں میں آجاتی اور تفصیلات جمع کرتی ہیں۔ اس حوالے سے امت نے جب سہراب گوٹھ سے ملحقہ ایوب گوٹھ، محمدی گوٹھ، لیاری بستی، لاسی گوٹھ، بھمر گوٹھ اور سکندر گوٹھ کے رہائشیوں کا سروے کیا تو انکشاف ہوا کہ ان بستیوں اور گوٹھوں کے لوگ اپنے بچوں کیلئے پولیو ویکسین کو خطرہ سمجھتے ہیں۔ امت سے گفتگو کرتے ہوئے سیف الرحمن، عالم خان اور حبیب الرحمن کا کہنا تھا کہ وہ لوگ کام، روزگار والے باشعور لوگ ہیں۔ اگر وہ اپنے بچوں کیلئے مناسب نہیں سمجھتے کہ بچوں کو پولیو کے قطرے پلوائے جائیں تو کس قانون کے تحت دھونس دھمکی سے انہیں مجبور کرسکتی ہے۔ حسن لعمان کالونی کے رہائشی حاجی سعید الرحمن کا کہنا تھا کہ وہ آبائی طور پر پسماندہ دیہاتی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے پولیو کے قطرے تو دور، حفاظتی ٹیکے بھی نہیں لگوائے، پھر بھی خدا کے فضل و کرم سے بھلے چنگے ہیں اور اس عمر میں بھی جوانوں کی طرح چاق و چوبند ہیں۔ ان کے گاؤں میں ہزاروں لوگ موجود ہیں، مگر کسی بھی مرد و عورت یا بچے کو پولیو کا مرض نہیں ہے۔ مذکورہ علاقوں کے رہائشیوں کا موقف تھا کہ صحت و بیماری حکم خداوندی ہے۔ اگر ایک بیماری آنی ہے تو دوائیاں اس کا راستہ نہیں روک سکتیں۔ عطاء اللہ خان نامی رہائشی نے امت کو بتایا کہ 3 ماہ قبل چلائی جانے والی پولیو مہم کے دوران ایک ماہ میں 3، 3 بار ایک ہی بچے کو پولیو کی ویکسین پلائی گئی۔ نہ صرف یہ بلکہ 7 برس تک کے بچوں کو زبردستی قطرے پلوائے گئے۔ جب قطرے پلانے والوں کو بچے کی عمر بتا کر روکا گیا تو ساتھ میں موجود پولیس اہلکاروں نے دور رہنے اور منہ بند رکھنے کی ہدایت کرتے ہوئے کہا کہ جو کوئی قطرے پلانے کے کام میں مخالفت کرے گا، اسے طالبان یا طالبان کا ساتھی قرار دے کر بند کردیا جائے گا۔ علاقہ مکینوں کے مطابق پولیس یہ دھمکیاں نہ صرف زبانی دیتی ہے بلکہ علاقے کے چند افراد کو وقتاً فوقتاً پکڑ کر تھانے بھی لے جاچکی ہے۔ مذکورہ علاقوں کے رہائشیوں کا موقف تھا کہ وہ پولیو مہم سے کوئی ذاتی بغض نہیں رکھتے لیکن ان کے بچوں کو کوئی ایسی بیماری ہی نہیں اور وہ مکمل طور پر صحت مند ہیں تو ان کے بچوں کو زبردستی پولیو کے قطرے پلانے کا کیا جواز بنتا ہے۔ حاجی سعید الرحمن کا کہنا تھا کہ وہ سمجھتے ہیں ابتدائی طور پر جو پولیو ویکسین بچوں کو پلائی گئی، وہ بہتر تھی۔ جبکہ ان دنوں جو ویکسین استعمال کی جارہی ہے اسے پینے والے بچے مختلف بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ عام طور سے قطرے پینے والے بچوں کو کئی کئی روز تک بخار اور جسم میں شدید درد رہتا ہے۔ یہ معاملہ شدید سنجیدہ نوعیت کا معاملہ ہے اور حکومت کو فوری اس معاملے کی تہہ تک جانے کی ضرورت ہے۔ امت کو دوران سروے اورنگی ٹاؤن کے علاقے فقیر کالونی کے رہائشی ہاشم خان نے بتایا کہ ان کے علاقے میں پولیو کے قطرے پلانے والے افراد گھروں سے اس طرح معلومات اکٹھی کرتے ہیں کہ جیسے انکوائری کر رہے ہوں۔ گھر میں موجود خواتین سے طرح طرح کے سوالات کیے جاتے ہیں اور اپنے ساتھ لائے ہوئے رجسٹر میں انٹری کی جاتی ہے یا فارم بھرے جاتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ آج کل پولیو کے قطروں سے پیدا ہونے والے منفی اثرات کے حوالے سے جب باتیں شروع ہوئیں تو اس نے اپنے گھر والوں کو ہدایات دی تھیں کہ بچوں کو پولیو کے قطرے نہیں پلوانا اور کسی قسم کی معلومات فراہم نہ کرنا۔ ایک رہائشی جبار کا کہنا ہے کہ جس روز پولیو کے قطرے پلانے والے اس کے گھر آئے تھے، اس روز اس کے ایک بچے کو بخار تھا۔ اس کی بیوی نے جب پولیو ورکر کو کہا کہ میرے ساڑھے تین سالہ بچے کو بخار ہے، کیا وہ اسے بھی پولیو کے قطرے پلائیں گی، تو ورکر نے کہا کہ پولیو کے قطرے کا بخار سے کوئی تعلق نہیں ہے اور قطرے پلا کر چلی گئی۔ شام کو اس کے بچے کی حالت بگڑ گئی تھی۔ اس دوران ایک نجی ڈاکٹر کے پاس بچے کو لے کر گئے تو انہوں نے کہا کہ تیز بخار میں پولیو کے قطرے نہیں پلوانے چاہیے تھے۔ امت کو معلوم ہوا کہ بن قاسم ٹاؤن کی آبادیوں ابراہیم حیدری، ریڑھی گوٹھ اور گذاپ کے گوٹھوں کے اندر پولیو کے قطرے پلانے والی ٹیمیں جاتی ہیں اور مذکورہ گوٹھوں میں پولیو کے مرض میں مبتلا ہونے کے متعدد کیس سامنے آئے ہیں، جبکہ بعض این جی اوز اور سرکاری سطح پر ان کیسوں کو زیادہ اجاگر نہیں کیا جارہا ہے۔ امت کو ابراہیم حیدری کے علاقے چارن محلہ کے رہائشی صدیق نے بتایا کہ ان کے علاقے میں پولیو کے قطرے پلانے والی کئی ٹیمیں آتی رہی ہیں۔ جب انہیں بتایا جاتا ہے کہ فلاں فلاں گھر میں پولیو کے مرض میں مبتلا بچے ہیں تو وہ توجہ نہیں دیتے۔ اس کا کہنا ہے کہ ریڑھی گوٹھ میں رہائش پذیر ان کے رشتے دار جانو کے دو بچے پولیو کے مرض میں مبتلا ہیں۔ ان کو لے کر متعدد بار سرکاری اسپتالوں میں بھی گئے تھے، تاہم کچھ نہیں ہوا۔ اس کا کہنا ہے کہ پولیو کے قطرے پلانے والے ہر گھر کا ڈیٹا لے جاتے ہیں اور بعض اوقات چند بچوں کو قطرے پلا کر یہ بول کر چلے جاتے ہیں کہ دوائی ختم ہوگئی، کل دوبارہ آئیں گے اور پھر پلٹ کر نہیں آتے۔ امت کو گذاپ کے ایک گوٹھ کے مکین نے بتایا کہ ان کے علاقے والوں کا تو یہ کہنا ہے کہ انسداد پولیو مہم ایک سازش کا حصہ ہے۔ ہر 6 ماہ بعد انسداد پولیو مہم کے دوران ان کے علاقوں کی انکوائری کی جاتی ہے۔ گھر گھر فارم بھرے جاتے ہیں اور طرح طرح کے سوالات کیے جاتے ہیں۔ جبکہ انکار پر اگلے روز پولیس اہلکار کو لے کر آجاتے ہیں کہ یہ پولیو کے قطرے پلانے سے روک رہے ہیں اور پھر پولیس کے سامنے علاقے کے بچوں کو زبردستی قطرے پلائے جاتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

امت رپورٹ	قسط نمبر 4

جمعرات 10 جنوری 2013ء
روزنامہ امت کراچی/حیدرآباد

پولیو ویکسین کو کینسر وائرس سے پاک کرنے کا دعویٰ غلط نکلا

پولیو ویکسین میں منکی وائرس 1960ء میں دریافت ہوا تھا۔ پابندی کے سرکاری احکامات کے بعد بھی اس مہلک وائرس سے آلودہ ویکسین بنائی جاتی رہیں۔ دوا ساز کمپنی کی دستاویزات سے انکشاف۔ 2001ء میں دنیا کی 30 لیبارٹریوں نے انسانوں میں بندروں کے وائرس کی تصدیق کی

"ہو سکتا ہے کہ آپ میرے جیسے ہی کوئی امریکی ہوں۔ جسے 50ء اور 60ء کی دہائی میں پولیو ویکسین دی گئی تھی۔ میں اب تک زندہ ہوں لیکن ان میں سے بیشتر یہ جانے بغیر گذر چکے ہیں کہ ان تجرباتی پولیو ویکسین میں بہت سی خوراکیں بندر کے وائرس SV40 سے آلودہ تھیں جو بچوں اور بڑوں میں دماغ، پھیپھڑے اور ہڈیوں کے کینسر کا سبب بنتا ہے۔"

یہ الفاظ امریکی ڈاکٹر جوزف مرکولا کے ہیں یہ بتایا جا چکا ہے کہ ڈاکٹر مرکولا، نیویارک ٹائمز کے سب سے زیادہ پڑھے جانے والے رائٹر ہیں۔ وہ صحت، بیماری، ادویات اور ان کے اثرات کے حوالے سے تحقیقی مضامین لکھتے ہیں اور تقریباً 22 برس سے MERCOLA.COM کے نام سے ویب سائٹ

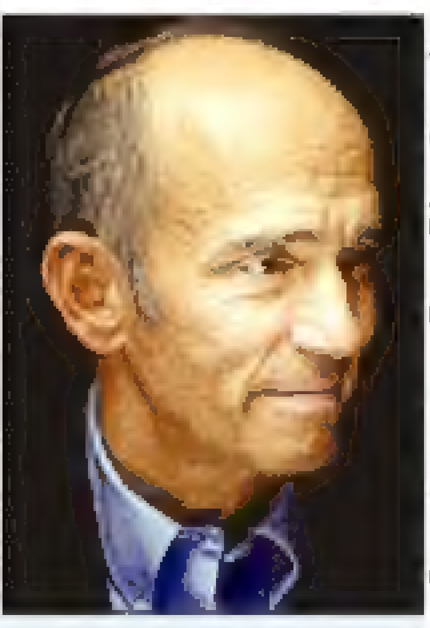

ڈاکٹر جوزف مرکولا

چلا رہے ہیں جو نیٹ پر سب سے زیادہ وزٹ کی جانے والی ویب سائٹس میں سے ایک ہے۔ پولیو ویکسین اور کینسر کے تعلق کے حوالے سے وہ مزید کہتے ہیں کہ......"میری طرح 50ء اور 60ء کی دہائی میں پولیو ویکسین کی خوراکیں لینے والے جو لوگ گذر گئے۔ انہیں پولیو ویکسین میں موجود مکمل خطرات سے آگاہ نہیں کیا گیا تھا۔ آج بھی ویکسین بنانے والے اور صحت کے شعبوں سے متعلق اہلکار ویکسین کے خطرات کے بارے میں مکمل معلومات دینے سے گریزاں نظر آتے ہیں۔ ان میں سے چند لوگ دبے دبے الفاظ میں بیانات دیتے ہیں کہ "ویکسین محفوظ ہیں" جبکہ حقیقت حال اس بات پر گواہ ہے کہ اس قسم کے بیانات حقائق سے آنکھیں چرانے کے مترادف ہے۔ سچ یہ ہے کہ کسی بھی ویکسین سے خطرات لازمی وابستہ ہوتے ہیں۔ البتہ ان خطرات کا اثر مختلف لوگوں پر مختلف ہوتا ہے اور جب یہ ویکسین اپنے سائیڈ ایفیکٹس دکھاتی ہیں، اس وقت تک آپ شدید اور مہلک وائرس سے متاثر ہو کر جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔" ڈاکٹر مرکولا کے مطابق اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ پالیسی ساز اس بات کو بڑی آسانی سے نظر انداز کر دیتے ہیں کہ تیسری دنیا کے لوگ پینے کے صاف پانی، حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق غذا اور صفائی ستھرائی کے ماحول سے محروم ہیں۔ اگر ان مسائل کا حل تلاش کر لیا جائے تو مجموعی طور پر بہت سے وبائی امراض کا خود بخود خاتمہ ہو جائے گا۔ پھر کیوں یہ لوگ کھربوں روپے صرف ویکسین بنانے پر خرچ کئے جا رہے ہیں؟

ڈاکٹر جوزف مرکولا کی چشم کشا باتیں آپ نے پڑھیں۔ رپورٹ کے آغاز میں بتایا گیا تھا کہ پولیو ویکسین کے بارے میں تین بنیادی اعتراضات سب سے زیادہ اٹھائے جاتے رہے اور اب بھی اٹھائے جا رہے ہیں۔ ان میں سے دو، یعنی اورل پولیو ویکسین میں نظام تولید کو متاثر کرنے والے اجزاء کی شمولیت اور انجکشن کی صورت میں الٹا بیماری پیدا کرنے کے حوالے سے خطرات کے حوالے سے تفصیلی رپورٹس شائع کی جا چکی ہیں۔ ہمارا آج کا موضوع تیسرے متنازعہ ایشو "پولیو ویکسین کا کینسر سے تعلق" کے بارے میں ہے۔

میڈیکل سائنسدانوں نے پولیو ویکسین میں SIMIAN وائرس 1960ء میں ہی دریافت کر لیا تھا لیکن اس وقت تک بہت دیر ہو چکی تھی۔ کیونکہ اس دوران کروڑوں لوگوں کو اس مہلک وائرس سے آلودہ ویکسین لگائی جا چکی تھیں۔ ڈاکٹر مرکولا کا اشارہ اسی طرف ہے کہ وہ خود بھی ان ہی افراد میں شامل تھے۔ اس وائرس کو SV40 کا نام اس لیے دیا گیا کہ یہ بندروں میں پایا جانے والا چالیسواں وائرس تھا۔ جو بندر کے گردوں میں پایا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ جانور میں پایا جانے والا یہ مہلک وائرس انسانوں میں کیسے منتقل ہوا؟ اس حوالے سے پاکستان کے ایک میڈیکل سائنٹسٹ نے امت سے بات چیت کرتے ہوئے بتایا کہ......"پولیو ویکسین کو سب سے زیادہ بندر کے گردوں پر GROW کیا جاتا ہے۔ یعنی اسے بندر کے گردے کے خلیات سے حاصل کیا جاتا ہے۔ اگرچہ ان خلیات کو PURIFY (آلائش یا ملاوٹ سے پاک کرنا) کیا جاتا ہے۔ جس کے مختلف تکنیکی طریقے ہیں۔ لیکن چونکہ بندر کے گردوں میں نہ جانے کتنی چیزیں ہوتی ہیں لہٰذا پیوروفائی کرنے کے مختلف طریقے اس وقت پرابلم میں آ جاتے ہیں۔ جب وائرس خود اس کے ساتھ شامل ہو۔ 1960ء کی دہائی میں کی جانے والی تحقیق میں بندر کے گردوں پر بنائی جانے والی ان پولیو ویکسین میں SV40 کی تصدیق ہو گئی تھی اور اس CONTAMINATION کے نتیجے میں ویکسین کی کئی کھیپوں کو مارکیٹ سے اٹھا لیا گیا تھا۔"

انٹرنیٹ پر موجود مختلف ویب سائٹس پر اگرچہ اس حوالے سے خاصا مواد موجود ہے کہ پولیو ویکسین میں کینسر کا سبب بننے والے مہلک وائرس SV40 کی تصدیق کے بعد ویکسین کی کئی کھیپوں کو تلف کر دیا گیا تھا اور ساتھ ہی یہ دعویٰ بھی کیا گیا تھا کہ جو نئی پولیو ویکسین مارکیٹ میں لائی جا رہی ہیں۔ ان میں سے SV40 وائرس کو علیحدہ کر دیا گیا ہے لیکن 2001ء میں اس جھوٹ کا پردہ چاک ہو گیا۔ جب معروف جریدے کرونیکل نے انکشاف کیا کہ حالیہ پولیو ویکسین میں بھی MONKEY VIRUS موجود ہے۔ کرونیکل نے یہ انکشاف پولیو ویکسین بنانے والی دوا ساز کمپنی WYETH LEDERLE کی دستاویزات ہاتھ لگنے کے بعد کیا تھا۔ (واضح رہے کہ اب یہ کمپنی PFIZER میں ضم ہو چکی ہے) اس دوا ساز کمپنی کی دستاویزات کے مطابق منکی وائرس سے پولیو ویکسین کو پاک کرنے سے متعلق امریکی حکومت کے احکامات کے بعد بھی کئی برسوں تک اس مہلک وائرس سے آلودہ پولیو ویکسین بنائی جاتی رہیں۔ (تفصیلات کے لیے دیکھیے Mindfully.org) جولائی 2001ء میں کرونیکل میں شائع رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اوائل کے دنوں میں کروڑوں امریکیوں کو دی جانے والی پولیو ویکسین منکی وائرس SV40 سے آلودہ تھیں۔ جب 1961ء میں سرکاری سطح پر یہ تصدیق ہو گئی کہ پولیو ویکسین میں SV40 وائرس موجود ہے تو گورنمنٹ نے احکامات جاری کر دیئے کہ مستقبل میں بنائی جانے والی ویکسین میں سے اس وائرس کو علیحدہ کر دیا جائے لیکن لیڈرلے لیبارٹریز کی اندرونی رپورٹوں (MEMOS) سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اب بھی پولیو ویکسین کو SV40 سے مکمل طور پر پاک نہیں کیا گیا اس وقت لیڈرلے لیبارٹریز امریکہ میں ویکسین بنانے والی سب سے بڑی دوا ساز کمپنی تھی۔ کمپنی کے ایک میمو کے مطابق مارچ 1961ء میں ویکسین کو وائرس سے علیحدہ کرنے کے سرکاری احکامات کے سات ماہ بعد بھی اورل پولیو ویکسین کی 15 میں سے 3 کھیپوں میں SV40 وائرس دریافت ہوا لیکن لیڈرلے لیبارٹریز نے وائرس سے آلودہ یہ ویکسین عوامی استعمال کے لیے جاری کر دیں۔ ان دستاویزات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اورل پولیو ویکسین بنانے والے ڈاکٹر البرٹ سبین کی جانب سے تحریری انتباہ کے باوجود دوا ساز کمپنی نے بندر کے گردے سے بڑی تعداد میں تیار کی جانے والی ویکسین کا لیب ٹیسٹ نہیں کرایا۔ اور یہ کہ لیڈرلے کمپنی اور امریکی حکومت اس بات پر مُصر رہیں کہ پابندی کے احکامات جاری کرنے کے بعد SV40 وائرس سے آلودہ کوئی ویکسین سامنے نہیں آئی۔ دستاویزات کے مطابق سب سے حیران کن بات یہ تھی کہ دماغ، ہڈیوں یا پھیپھڑوں کے کینسر میں مبتلا ان افراد میں بھی SV40 وائرس پایا گیا۔ جنہوں نے اس وائرس سے آلودہ ویکسین کبھی استعمال ہی نہیں کی تھیں۔ تحقیق کرنے والوں کی اس بارے میں مختلف آراء سامنے آئیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ جن افراد نے آلودہ ویکسین استعمال کیں۔ ان کے ذریعے یہ وائرس دوسرے افراد میں منتقل ہو گیا اور یہ کہ ایسا ہونا، ماں کے دودھ پلانے، نزلے اور مباشرت سے ممکن ہے۔

امریکی دوا ساز کمپنی کی اندرونی دستاویزات سے ثابت ہوتا ہے کہ احکامات کے باوجود بھی منکی وائرس سے آلودہ ویکسین بنائی جاتی رہیں۔ 1997ء میں امریکی ادارے نیشنل انسٹیٹیوٹ آف ہیلتھ نے "منکی وائرس کا انسانوں میں کینسر سے تعلق" کے موضوع پر ایک بین الاقوامی کانفرنس بلائی اس کانفرنس میں ڈاکٹر کاربونے، نے اپنی تحقیقی رپورٹ پیش کی۔ جس میں SV40 وائرس کا انسانی کینسر سے تعلق ثابت کیا گیا تھا۔ اسی طرح اپریل 2001ء میں ہونے والی شکاگو کانفرنس میں 60 سے زائد میڈیکل سائنسدانوں نے اپنے تحقیقی مقالے پیش کئے۔

ڈاکٹر کاربن نے کانفرنس کا آغاز اس سوال سے کیا کہ بندر کے گردے میں پایا جانے والا وائرس SV40 انسانوں میں بھی موجود ہے یا نہیں؟ ڈاکٹر کاربن کا کہنا تھا کہ...... "دنیا بھر کی 30 لیبارٹریوں کی رپورٹس کے مطابق انسانی خلیات یا ریشوں (TISSUES) اور رسولیوں (TUMORS) میں SV40 وائرس پایا گیا۔ اور یہ کہ مختلف تکنیکی طریقوں سے کئے گئے تجربات پر مشتمل پوری دنیا سے آنے والی ان رپورٹوں کو یکسر غلط قرار نہیں دیا جا سکتا۔"

پولیو ویکسین میں دریافت ہونے والے منکی وائرس کی انسانوں میں موجودگی سے متعلق تحقیقی مقالوں کی روداد آپ نے پڑھی۔ اب واپس ڈاکٹر جوزف مرکولا کی طرف چلتے ہیں۔ وہ ببانگ دہل کہتے ہیں کہ میڈیا، اورل پولیو ویکسین تنازعے کا صحیح رخ پیش نہیں کر رہا ہے۔ اس حوالے سے وہ نیشنل ویکسین انفارمیشن سینٹر کی شریک بانی باربرا لوفشر کے انٹرویو کا ذکر بالخصوص کرتے ہیں۔ باربرا نے ترقی پذیر ممالک میں جاری اورل پولیو مہم کے حوالے سے یہ انٹرویو وائس آف امریکہ کو دیا تھا۔ تاہم اس ویڈیو انٹرویو کا انتہائی اہم تنقیدی حصہ حذف کر دیا گیا۔ (جاری ہے)

☆☆☆☆☆

امت رپورٹ

جمعرات 10 جنوری 2013ء

روزنامہ امت کراچی/حیدرآباد

پولیو قطرے پلانے ہی بیٹے کو نمونیا ہو گیا تھا

کچھ دن بعد اس کی ٹانگ مفلوج ہو گئی - جن بچوں کو قطرے نہیں پلوائے وہ تندرست ہیں - جنہیں پلوائے انہیں کوئی نہ کوئی بیماری ضرور لاحق ہوئی - ویکسی نیشن مہم مسلم بچوں کو معذور اور بانجھ کرنے کی یہودی سازش ہے - محمد یونس

"میرا پیارا بیٹا پولیو کی وجہ سے معذور ہو گیا ہے۔ میں نے اپنے جن بچوں کو قطرے نہیں پلوائے وہ تندرست و توانا ہیں اور جنہیں قطرے پلوائے ان کو کوئی نہ کوئی بیماری لاحق ضرور ہوئی ہے۔ میں نے جس دن محمد اسامہ کو پہلی مرتبہ قطرے پلوائے اس کے دو دن بعد ہی اس کی طبیعت شدید خراب ہو گئی تھی، محلے میں ایک کلینک پر دکھایا تو ڈاکٹر نے بتایا کہ اس کو نمونیہ ہو گیا ہے۔ میں اس کو نئی ریلوے اسپتال لے کر گیا مگر وہاں کے علاج سے بھی اس کی طبیعت نہیں سنبھلی تو میں اسے جناح اسپتال لے گیا تھا۔ وہاں دو دن داخل رہنے کے بعد اسے ڈسچارج کر دیا گیا"۔ 45 سالہ محمد یونس نمائندہ امت کو اپنے بیٹے کی معذوری کے حوالے سے تفصیلات بتا رہے تھے۔ محمد یونس صدر ٹاؤن کے علاقے کالا پل بلاک 291، کوارٹر نمبر 12 میں گزشتہ 26 سال سے رہائش پذیر ہیں۔ محمد یونس کا کہنا تھا کہ انہوں نے بچوں کو پولیو کے قطرے پلوانے کے حوالے سے بھی کوتاہی نہیں کی۔ وہ اپنے بیٹے بیٹیوں کے علاوہ خاندان کے دیگر بچوں کو بھی ہر مرتبہ پولیو کے قطرے پلواتے تھے۔ جب بھی پولیو مہم کا اعلان ہوتا تھا تو وہ صبح کام پر جاتے ہوئے اپنی اہلیہ سے کہہ کر جاتے تھے کہ جس وقت محلے میں پولیو کے قطرے پلانے والے رضاکاروں کی ٹیم آئے تو مجھے بلا لینا ہے یا بچوں کو خود اپنے سامنے انسداد پولیو مہم میں قطرے ضرور پلوانا۔ محمد یونس کا کہنا ہے کہ بیوی کی یقین دہانی کے باوجود وہ مطمئن نہیں ہوتے تھے اور دفتر سے جلدی چھٹی لے کر گھر آ جاتے اور تمام بچوں کو پولیو کے قطرے پلواتے تھے۔ محمد یونس نے بتایا کہ 1987ء میں وہ ریلوے میں بحیثیت "ویلڈر مین" بھرتی ہوئے تھے اور 1988ء میں خیبر پختون کے ضلع مانسہرہ کے گاؤں تیال میں ان کی شادی ہوئی تھی۔ شادی کے بعد وہ کراچی واپس آ گئے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ 1990ء میں ان کے ہاں پہلا بیٹا پیدا ہوا جس کا نام انہوں نے محمد ایاز رکھا۔ ایاز کی پیدائش پر عزیز رشتہ داروں کی جانب سے جہاں اسے ڈھیروں مبارکبادیں ملیں، وہیں بچے کی پرورش، نگہداشت اور صحت و تندرستی کے حوالے لوگوں نے ہدایات، نصیحتیں اور مشورے دینے شروع کر دیئے۔ رشتہ داروں خصوصاً بزرگوں کا کہنا تھا، تمہارا یہ پہلا بچہ ہے اس کا خاص خیال رکھنا، سردی گرمی سے بچانا، پولیو ویکسین پلوانا اور تمام حفاظتی ٹیکے بھی لگوانا۔ محمد یونس کا کہنا ہے کہ جب اس نے محمد ایاز کو پہلی مرتبہ پولیو کے قطرے پلوائے تو اسے تیز بخار ہو گیا تھا۔ محلے کے ڈاکٹر کے پاس لے کر گئے تو اس نے کہا کہ تمہارے بچے کو نمونیا ہو گیا۔ نمونیا کا سن کر ہم اسے فوراً جناح اسپتال لے کر گئے وہاں اسے داخل کر لیا گیا۔ لیکن دو دن بعد ڈسچارج کر کے بچے کو گھر بھیج دیا۔ لیکن بچے کے جسم میں کمزوری بڑھتی گئی اور رفتہ رفتہ وہ معذور ہوتا چلا گیا۔ محمد یونس نے بتایا کہ ایاز کی پیدائش کے دو برس بعد اس کے ہاں بیٹی کی ولادت ہوئی، اسے بھی پولیو کے قطرے پلوائے گئے تھے۔ لیکن پولیو ویکسین کے ری ایکشن سے وہ بیمار رہنے لگی۔ بچپن سے لے کر اب تک اس کے سر میں شدید درد رہتا ہے۔ محمد یونس نے بتایا کہ 1994ء میں اس کے ہاں دوسرے بیٹے کی ولادت ہوئی، جس کا نام اس نے محمد وقاص رکھا۔ وہ ہمیشہ کی طرح وقاص کو بھی پولیو کے قطرے پلوانے کیلئے دفتر سے چھٹی کر لیتا تھا۔ اس دوران وہ اپنے بچوں کے علاوہ محلے پڑوس کے بچوں کو بھی ذمہ داری سے پولیو ویکسین پلواتا تھا۔

محمد یونس کا کہنا ہے کہ محمد وقاص کو جب پولیو کے قطرے پلوائے تو اسی رات اس کو سخت بخار ہو گیا، اس کی طبیعت اتنی بگڑ گئی تھی کہ اس کے زندہ بچنے کی امید ختم ہو گئی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ اسے پہلے ریلوے اسپتال پھر جناح اسپتال لے کر گیا، جہاں وہ 3 دن تک داخل رہا۔ تیسرے دن وقاص کی طبیعت سنبھلی تو وہ اسے گھر لے آیا تھا۔ محمد یونس کا کہنا ہے کہ پولیو کے قطرے پلانے کے بعد سے وقاص کو دل کی بیماری نے گھیر رکھا ہے۔ ریلوے ملازم محمد یونس نے بتایا کہ 1996ء میں اس کے ہاں ایک اور بیٹے محمد سراج کی ولادت ہوئی۔ محمد سراج کی پیدائش پر اسے مزید ہمت و حوصلہ ہوا کہ اب اس کے بیٹے اس کا سہارا بنیں گے۔ اسی خوشی میں اپنے بیٹے محمد سراج کو بھی حفاظتی ٹیکے لگوانے کیلئے وہ خود سرکاری اسپتال جاتا اور جب انسداد پولیو مہم کے دوران محلے میں پولیو رضاکار آتے تو وہ اپنے بچوں کی طرح دوسروں کے بچوں کو بھی قطرے پلواتا۔ اس کا کہنا ہے کہ جس دن محمد سراج کو پہلی مرتبہ قطرے پلوائے تھے، اس کے اگلے دن سراج کی طبیعت اچانک بگڑ گئی، اسے فوراً جناح اسپتال لے کر گئے۔ جہاں سے دوائی دلانے کے بعد گھر لے کر آ گئے مگر اس کے ایک ہفتہ بعد اچانک پھر محمد سراج کی طبیعت ایسی خراب ہوئی کہ اسے ہوش ہی نہیں رہا۔ ہم پھر اسے لے کر جناح اسپتال بھاگے۔ 2 دن تک وہ جناح میں زیر علاج رہا۔ 3 تیسرے دن اسے ہوش آیا تو اس کو دوائی دے کر گھر بھیج دیا گیا۔ مگر اس کے بعد سے محمد سراج کو ایسے مرض نے گھیرا ہے کہ اب اس کی عمر 16 برس ہے اور اسے کبھی کبھی شدید جھٹکے لگتے ہیں اور وہ سخت بیمار ہو جاتا ہے۔ سراج کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسے ایک بیٹی سے نوازا مگر پہلے تین بچوں کے حوالے سے تلخ تجربات کے سبب بیٹی کو اس نے پولیو کے قطرے نہیں پلوائے اور وہ ماشاء اللہ صحت مند اور تندرست ہے۔ 2001ء میں محمد یونس کے گھر ایک اور بیٹا پیدا ہوا جس کا نام محمد اسامہ رکھا گیا۔ سب سے چھوٹا ہونے کی وجہ سے اسے اسامہ سے کچھ زیادہ ہی پیار تھا۔ محمد یونس کا کہنا تھا کہ وہ بیٹی کی طرح محمد اسامہ کو بھی پولیو کے قطرے نہیں پلوانا چاہتا تھا۔ لیکن ٹی وی پر اس حوالے سے آنے والے پروگرام اور شہر بھر میں پولیو کی سنگین بیماری کے حوالے سے لگے پوسٹرز دیکھ کر وہ محمد اسامہ کو پولیو کے قطرے پلانے پر تیار ہو گیا۔ محمد یونس نے افسردگی سے کہا کہ یہی میری غلطی تھی، اگر میں اپنے فیصلے پر قائم رہتا تو آج میرا بیٹا معذور نہیں ہوتا۔ یہ کہتے ہوئے محمد یونس کی آنکھیں بھر آئیں اور اس نے قریب بیٹھے محمد اسامہ کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا کہ جب اسامہ کو قطرے پلوائے تو اس کے فوراً بعد اس کو نمونیا ہو گیا، وہ 3 دن تک اسپتال میں پڑا رہا۔ تیز بخار کے دوران اس کی ایک ٹانگ کمزور ہو گئی تھی، جو ٹھیک نہیں ہوئی۔ اسامہ کی زندگی تو بچ گئی مگر وہ معذور ہو گیا ہے۔ ہم نے اس کا بہت علاج کروایا، لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اسامہ کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے اسے زین علی کی صورت میں ایک بیٹے سے نوازا لیکن محمد یونس نے اسے پولیو کے قطرے نہیں پلوائے۔ محمد یونس کا کہنا ہے اس نے جن بچوں کو قطرے پلوائے، ان میں سے محمد وقاص کو دل کی بیماری لاحق ہو گئی، سراج کے جسم کو جھٹکے لگتے ہیں اور محمد اسامہ پولیو سے معذور ہو گیا ہے۔ محمد یونس کا کہنا ہے کہ اس کا پولیو ویکسین پر سے اعتبار ختم ہو گیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ یہ مسلمانوں کے بچوں کو معذور اور بانجھ کرنے کی یہودی سازش ہے اور وہ اس سازش کا حصہ نہیں بنے گا۔

☆☆☆☆☆

امت رپورٹ

پانچویں و آخری قسط

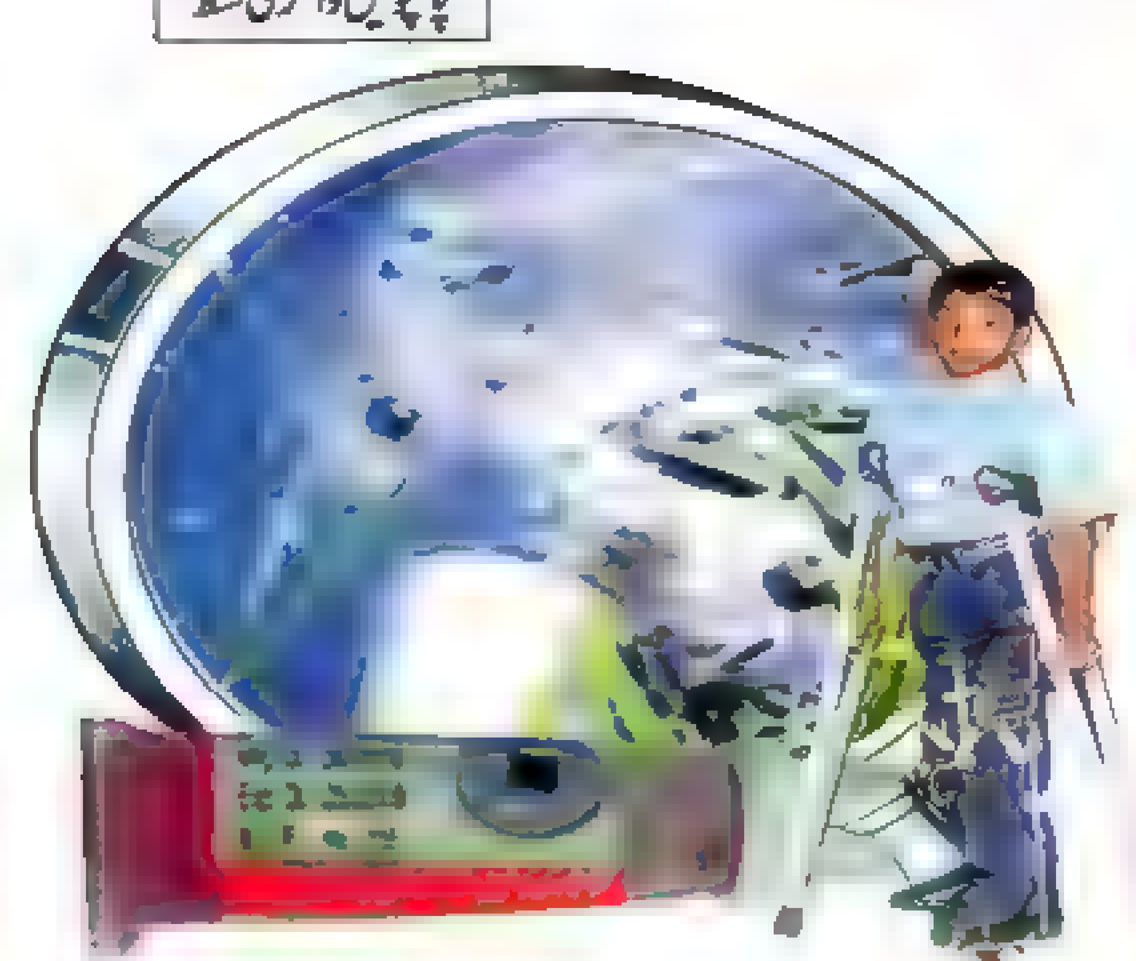

پاکستان کے سیوریج سسٹم میں پولیو وائرس کیسے پہنچا؟

عالمی ادارہ صحت نے کراچی-حیدرآباد-سکھر-پشاور-لاہور اور راولپنڈی کے گندے نالے نالیوں میں مہلک وائرس کا انکشاف کیا تھا-سبب مناسب ویکسی نیشن نہ ہونا قرار دے کر باب بند کر دیا گیا-ملکی و غیر ملکی ماہرین طب نے اورل پولیو ویکسین مہم کو اس صورتحال کا ذمہ دار قرار دے دیا-خصوصی رپورٹ

یہ 30 اگست 2012ء کی ایک نرم گرم دوپہر ہے۔ حیدرآباد میں ڈپٹی کمشنر آغا شاہنواز بابر کی زیر صدارت محکمہ صحت کے اہلکاروں کا اجلاس جاری ہے۔ ڈپٹی کمشنر، اجلاس میں شریک ہیلتھ افسروں پر برس رہے ہیں کہ 120 سے زائد مرتبہ انسداد پولیو مہم چلانے کے باوجود شہر (حیدرآباد) کو پولیو سے پاک کیوں نہیں کیا جاسکا۔

یہ خبر پاکستان کے انگریزی اخبار ایکسپریس ٹریبیون نے اپنی 31 اگست 2012ء کی اشاعت میں چھاپی تھی۔ رپورٹ میں کہا گیا تھا کہ ”حیدرآباد کے بعض علاقوں کی سیوریج لائنوں میں پولیو وائرس دریافت ہونے کے بعد ضلعی انتظامیہ نے شہر بھر میں پولیو ایمرجنسی ڈکلیئرڈ کر دی ہے۔ یہ فیصلہ ڈپٹی کمشنر آغا شاہنواز بابر کی زیر صدارت ہونے والے ایک اجلاس میں کیا گیا۔ اس موقع پر ضلعی ہیلتھ افسر اسلم چیچو ہو کا کہنا تھا کہ آلودہ پانی کے نمونے قاسم آباد/ حسین آباد پمپنگ اسٹیشن کے علاقے سے لیے گئے تھے۔ لیب ٹیسٹ کے بعد ان نمونوں میں پولیو وائرس پایا گیا۔ اس پر ڈپٹی کمشنر حیدرآباد نے ہیلتھ افسروں پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ شہر میں 120 سے زائد ویکسی نیشن مہم چلائی جا چکی ہیں۔ اس کے باوجود پولیو کا خاتمہ کیوں نہیں کیا جاسکا۔ ڈپٹی کمشنر کا یہ بھی کہنا تھا کہ شہریوں کے لیے یہ الارمنگ صورت حال ہے“۔

اس سے قبل 5 اگست 2012ء کو خود عالمی ادارہ صحت نے اپنی آفیشل ویب سائٹ پر یہ خبر لوڈ کی تھی کہ پاکستان کے مختلف شہروں کے ندی نالوں میں پولیو وائرس پایا گیا ہے۔ ان علاقوں میں کراچی کا علاقہ گڈاپ ٹاؤن بھی شامل ہے۔ جبکہ صوبہ سندھ کے دیگر شہروں سکھر اور حیدرآباد سے لیے گئے SEWAGE (گندگی یا نالیوں کے ذریعے فضلہ رفع کرنا) سیمپل بھی مثبت آئے ہیں۔ اسی طرح صوبہ خیبر پختون کے شہر پشاور اور صوبہ پنجاب میں راولپنڈی اور لاہور کے سیوریج سسٹم میں پولیو وائرس دریافت ہوئے۔

صرف پاکستان ہی نہیں، بھارت بھی اسی طرح کی صورت حال کا شکار ہے۔ معروف بھارتی اخبار ”دی ہندو“ نے اپنی 15 فروری 2011ء کی اشاعت میں خبر دی کہ عالمی ادارہ صحت نے دہلی میں دریائے جمنا سمیت مختلف پانچ مقامات کی سیوریج نالیوں سے پولیو وائرس دریافت کیے ہیں۔ یہ انکشاف نیشنل پولیو سرویلنس پروجیکٹ کی جانب سے اپریل اور دسمبر 2010ء کے درمیانی عرصے کے دوران لیے گئے مختلف نمونوں کے ٹیسٹ کے بعد ہوا تھا۔ رپورٹ کے مطابق پولیو ایمونائزیشن ڈائریکٹوریٹ دہلی کے انچارج سی ایم کھنجو کا کہنا تھا کہ ماحول میں پائے جانے والے پولیو وائرس کے سبب بچوں میں انفیکشن کا خطرہ بڑھ گیا ہے۔ جو تشویش کا باعث ہے۔

سوال یہ ہے کہ پولیو وائرس سیوریج سسٹم میں پہنچا کیسے؟

عالمی ادارہ صحت کے ذمہ داروں کے علاوہ دونوں ممالک کے سرکاری اہلکاروں نے بھی سیوریج سسٹم میں پولیو وائرس کی موجودگی کا ایک ہی سبب قرار دیا اور وہ یہ کہ جن علاقوں میں درست طریقے سے انسداد پولیو کی مہم نہیں چلائی جاسکی۔ وہاں بچوں کی ایک بڑی تعداد ویکسین کے قطرے پینے سے محروم رہی۔ جس کی وجہ سے اس صورت حال کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ جبکہ دیگر تمام ممکنہ پہلوؤں کو نظرانداز کر دیا گیا۔ ایک بار پھر یاد دلاتے چلیں کہ پاکستان اور بھارت میں شروع سے ہی اورل پولیو ویکسین دی جارہی ہے۔ یہ ذکر کرنا اس لیے ضروری ہے کہ سیوریج سسٹم میں پولیو وائرس کی موجودگی کا اس سے گہرا تعلق ہے۔

جب یہ معاملہ لے کر ہم پاکستان کے ایک میڈیکل سائنٹسٹ کے پاس پہنچے تو گتھی سلجھ گئی۔ بعد ازاں نیٹ پر موجود کئی غیر ملکی ماہرین طب کے مضامین سے بھی سارے قصے کو سمجھنے میں مدد ملی۔ پاکستانی ماہر طب نے کیا بتایا؟ پہلے اسے ملاحظہ فرمائیں۔ ماہر طب کا کہنا تھا کہ ..... ”پاکستان کے سیوریج سسٹم میں پولیو وائرس کا پایا جانا یقیناً الارمنگ بات ہے۔ لیکن بدقسمتی سے اس سارے معاملے کو صرف ایک ہی رخ سے دیکھا جارہا ہے کہ ہماری ویکسی نیشن کمزور تھی۔ لہٰذا انسداد پولیو مہم جن علاقوں میں مکمل طور پر نہیں چلائی جاسکی، وہاں اس طرح کی صورت حال پیدا ہوئی ہے۔ جبکہ دوسرے پہلو کو پوری طرح نظرانداز کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ ایک خالصتاً تکنیکی اور طبی سطح کا معاملہ ہے اور اسے سائنٹفک طریقے سے دیکھنے کی ضرورت ہے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ڈرینج یا سیوریج سسٹم میں پولیو وائرس کی موجودگی کا مطلب ہے کہ یہ مقدار بہت زیادہ ہے۔ مقدار کم ہوتی تو وائرس انسانی فضلے کے ذریعے سیوریج سسٹم میں نہ پہنچتا۔ یہ خالصتاً سائنسی نکتہ ہے۔ قدرتی طور پر پائے جانے والا پولیو وائلڈ وائرس بہت RARE (کمیاب) ہے۔ طبی سائنس سے یہ ثابت ہے کہ ہزاروں لاکھوں بچوں میں سے کسی ایک کو قدرتی پولیو وائرس ہوتا ہے۔ لہٰذا اس وائرس کا ڈرینج یا سیوریج سسٹم میں موجود ہونے کا مطلب ہے کہ یہ بہت زیادہ مقدار میں ہے اور یہ بھی قابل غور بات ہے کہ پاکستان کے جن شہروں کے سیوریج سسٹم میں پولیو وائرس پایا گیا۔ ان میں بہت سے ایسے ہیں جہاں کئی بار بڑے پیمانے پر انسداد پولیو مہم چلائی جاچکی ہے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس کے باوجود بھی یہ صورت حال کیوں پیدا ہوئی۔ اس کا جواب بھی تکنیکی ہے اور کوئی میڈیکل سائنٹسٹ اس سے انکار نہیں کرسکتا۔ جیسا کہ بتایا جاچکا ہے کہ پولیو ویکسین کے دو طریقے رائج ہیں۔ ایک انجکشن کے ذریعے اور دوسرا منہ کے ذریعے۔ انجکشن (IPV) کے ذریعے جب ویکسین انسانی جسم میں پہنچائی جاتی ہے تو وہ خون میں شامل ہو جاتی ہے۔ یعنی معدے کے ذریعے بڑی آنت میں جاکر فضلے کی شکل میں خارج نہیں ہوسکتی اور یوں اس بات کا ایک فیصد بھی امکان نہیں کہ انجکشن کی صورت میں دی جانے والی پولیو ویکسین فضلے کے ذریعے سیوریج سسٹم میں پہنچ جائے اور وہ وائرس دیگر لوگوں کو لگنے کا خطرہ پیدا ہو جائے۔ جبکہ اورل پولیو ویکسین (OPV) کے قطرے جب پلائے جاتے ہیں تو دوائی سیدھی GUT (بڑی آنت یا اس کا کوئی حصہ) میں جاکر جمع ہو جاتی ہے اور وہاں سے اجابت کے ذریعے باہر آکر سیوریج سسٹم میں چلی جاتی ہے۔ اب چاہیے تو یہ تھا کہ اس معاملے کی تحقیق، سائنسی نقطہ نظر سے کی جاتی اور دیکھا جاتا کہ جو اورل پولیو ویکسین دی جارہی ہے۔ کہیں اس کی ATTENUATION کی صلاحیت تو ختم نہیں ہو گئی۔ یعنی اینٹی باڈیز بنانے کے ساتھ اس ویکسین (OPV) میں الٹا بیماری یا پولیو وائرس پیدا کرنے کی قوت تو بیدار نہیں ہو گئی ہے۔ جس کے سبب یہ وائلڈ ٹائپ وائرس میں تبدیل ہو کر قطرے پینے والے بچوں کی اجابت کے ذریعے سیوریج سسٹم میں پہنچ رہی ہے۔ ایسے بہت سے کیسز سامنے آچکے ہیں کہ ویکسین پینے کے باوجود بھی بچے پولیو کا شکار ہوئے۔ جس کے بعد سے دنیا بھر کے ماہرین طب نے اورل پولیو ویکسین کی ATTENUATION پر سوال اٹھایا ہے۔ لیکن نہ تو حکومت نے اب تک اس بات کی تحقیق کرائی ہے اور نہ ہی صحت کے شعبے سے متعلق پاکستانی ذمہ داروں کی جانب سے معاملے کو سائنسی پہلو سے دیکھا جارہا ہے۔ مذکورہ پاکستانی میڈیکل سائنٹسٹ کا یہ بھی کہنا تھا کہ سیوریج سسٹم میں پولیو وائرس کے پائے جانے سے یہ خطرات بڑھ گئے ہیں کہ یہ بیماری دوسروں تک بھی منتقل ہوسکتی ہے۔ ایسا ہی ایک کیس یورپ میں پیش آچکا ہے جہاں اپنے بچے کی پیمپی تبدیل کرنے والی ماں پولیو کا شکار ہو گئی تھی۔ ہمارے ہاں زیادہ تر دھوبی گھاٹ ندی نالوں پر واقع ہیں۔ اسی طرح بہت سے پائپ لائنیں، گندے نالوں کے ساتھ ہیں اور پینے کے پانی میں سیوریج ملے پانی کی شکایات عام ہیں۔ اسی طرح کھلے گٹروں اور گندے نالے بھی کثرت سے ہیں۔ ایسے میں ڈرینج سسٹم میں موجود پولیو وائرس کے دوسرے کو لگنے کے خطرات اور بھی بڑھ جاتے ہیں۔ جبکہ اجابت کے بعد درست طریقے سے ہاتھ نہ دھونے والا فرد یہ وائرس دوسرے شخص میں منتقل کرنے کا باعث بن سکتا ہے۔ شدید نزلہ، کھانسی اور ازدواجی تعلقات کے سبب بھی یہ امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

پاکستانی میڈیکل سائنٹسٹ کی گفتگو آپ نے پڑھی۔ اب دیکھتے ہیں کہ غیر ملکی ماہرین طب اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

گزشتہ قسط کا اختتام اس قصے پر ہوا تھا کہ نیشنل ویکسین انفارمیشن سینٹر کی شریک بانی باربرا لوفشر کا انٹرویو کا وہ حصہ امریکی نشریاتی ادارے نے حذف کر دیا تھا۔ جس میں اورل پولیو ویکسین سے متعلق حقائق بیان کیے گئے تھے۔ یہ حقائق کیا تھے۔ ان کی ہی زبانی سنیے

(MERCOLA.COM پر یہ انٹرویو موجود ہے)

باربرا لوفشر بتاتی ہیں کہ ..... ”میں نے وائس آف امریکہ کو جو انٹرویو ریکارڈ کرایا تھا وہ ترقی پذیر ممالک میں پولیو ویکسین مہم کے بارے میں تھا۔ میں نے رپورٹر کو بھارتی میڈیکل جرنل میں شائع ہونے والا تحقیقی مقالہ بھی دیا تھا۔ جس میں کہا گیا ہے کہ 2011ء میں اورل پولیو ویکسین پینے والے 47 ہزار سے زائد بھارتی بچے پولیو طرز کی مفلوج کر دینے والی بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ ترقی یافتہ ممالک، جیسا کہ امریکہ وغیرہ میں اب زندہ پولیو وائرس سے بنائی گئی اورل پولیو ویکسین کی جگہ مردہ وائرس سے تیار کی جانے والی ویکسین کے انجکشن لگائے جارہے ہیں۔ جس میں انفیکشن کی گنجائش نہیں اور ایسا آج سے ایک دہائی قبل ہی شروع کر دیا گیا تھا تو پھر کیا وجہ ہے کہ تیسری دنیا کے ممالک کے بچوں کو اورل پولیو ویکسین کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ جس میں انفیکشن کے خطرات موجود ہیں۔ چونکہ اورل پولیو ویکسین کے ذریعے زندہ پولیو وائرس بچوں کے منہ میں جاتا ہے۔ لہٰذا ایسے بچے اپنے جسم سے خارج ہونے والے لعاب اور فضلے کے ذریعے وائرس کو دوسروں تک منتقل کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ تیسری دنیا کے ممالک میں جہاں کھلی نالیاں اور گندے نالے بکثرت ہیں۔ جبکہ صفائی ستھرائی کے حالات انتہائی مخدوش ہیں وہاں اورل پولیو ویکسین کے ذریعے پھیلنے والا وائرس، پانی کو آلودہ کرنے کا باعث بھی بنتا ہے اور اس طرح سے یہ پانی بھی پولیو وائرس کی ترسیل کا باعث ہے“۔ باربرا کا مزید کہنا تھا کہ ..... ”میں نے ترقی پذیر ممالک میں غربت، ناقص ماحول، غذائی قلت اور محدود طبی سہولت کا مسئلہ بھی اٹھایا کہ یہ عوامل بھی بیماری کے پھیلنے میں انتہائی اہم کردار ادا کرتے ہیں لہٰذا صرف ویکسین ہی پولیو کے خاتمے کا واحد حل نہیں ہے۔ میں نے یہ سوال کیا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ تیسری دنیا کے ممالک میں عوامی سطح پر جو مہمات چلائی جارہی ہیں ان کے پیچھے دواساز کمپنیوں کا ہاتھ ہے۔ تاکہ ان کی زیادہ سے زیادہ پروڈکٹس فروخت کی جاسکیں۔ بجائے اس کے کہ یہ لوگ سرمایہ کاری کا رخ حفظان صحت کی طرف موڑیں۔ جبکہ میں نے یہ ایشو بھی اٹھایا کہ ویکسین دیے کا عمل کس حد تک محفوظ ہے؟ کیونکہ جب ترقی یافتہ ممالک میں بچوں کو پولیو ویکسین کی صرف پانچ خوراکیں دی جاتی ہیں تو ان پسماندہ ممالک میں ماہانہ بنیادوں پر خوراک کیوں دی جارہی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ میرے ادارے نیشنل ویکسین انفارمیشن سینٹر نے کبھی پولیو ویکسین کی مخالفت نہیں کی۔ لیکن ہم حد سے زیادہ ویکسی نیشن، بالخصوص بار بار اورل پولیو ویکسین مہم کی حوصلہ افزائی بھی نہیں کرتے۔ وہ بھی ان ممالک میں جہاں صحت کی صورت حال پہلے ہی خراب ہے“۔ باربرا کا کہنا تھا کہ یہ بہت ہی قابل افسوس بات ہے کہ وائس آف امریکہ نے بچوں کو بار بار اورل پولیو ویکسین دیے جانے کے مقابلے میں غربت، غذائی قلت اور دیگر اہم اسباب کا ذکر ہی نہیں کیا جو کہ بیماری کے پھیلاؤ کا باعث بنتے ہیں۔ حالانکہ انہوں نے زور دے کر یہ باتیں کہی تھیں۔ باربرا کے مطابق ایک جانب تو یہ حقیقت ہے کہ اورل پولیو ویکسین بذات خود پولیو وائرس کی ترسیل کا باعث بن رہی ہے تو دوسری جانب یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ بچوں کو ماہانہ بنیادوں پر اورل پولیو ویکسین دینا اب تک محفوظ ثابت نہیں کیا جاسکا ہے۔ اس سے ہمیں اس بات کا عندیہ ملتا ہے کہ ان پولیو معذوری کا تعلق ہر صورت اورل پولیو ویکسین سے بنتا ہے۔

باربرا لوفشر کے انٹرویو کا حذف شدہ حصہ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ اب اسی سلسلے میں ڈاکٹر جوزف مرکولا کیا کہتے ہیں۔ یہ بھی پڑھیے۔ ”مسئلہ یہ ہے کہ جن بچوں کو زندہ پولیو وائرس والی اورل ویکسین پلائی گئی ان کے جسم سے فضلے، پیشاب اور لعاب کے ذریعے کئی ہفتوں تک وہ پولیو وائرس خارج ہوسکتے ہیں۔ جو ویکسین کے ذریعے ان کے جسموں میں داخل کیے گئے۔ نہ صرف ایسے افراد جنہیں پولیو کے قطرے پلائے گئے بلکہ وہ افراد بھی جو ان سے کسی نہ کسی طرح کا قریبی تعلق رکھتے ہیں، پولیو کے اس وائرس سے متاثر ہوسکتے ہیں۔ تیسری دنیا کے ممالک میں صفائی کا ناقص نظام، جس میں کھلی نالیاں بھی شامل ہیں اور ان میں انسانی فضلہ ڈال دیا جاتا ہے۔ یہ فضلہ پولیو ویکسین وائرس کی ترسیل کا باعث بن سکتا ہے“۔

☆☆☆☆☆

جمعۃ المبارک 11 جنوری 2013ء

روزنامہ امت کراچی/حیدرآباد

امت رپورٹ

جس بچے کو پولیو قطرے پلائے وہی معذور ہوگیا؛

بقیہ چار بیٹے صحت مند ہیں- وزیرستان میں انسداد پولیو مہم میں بھرپور کردار ادا کرتا تھا- تلخ تجربے کے بعد پولیو ورکرز کو دروازے سے لوٹا دیتا ہوں- خیال محمد

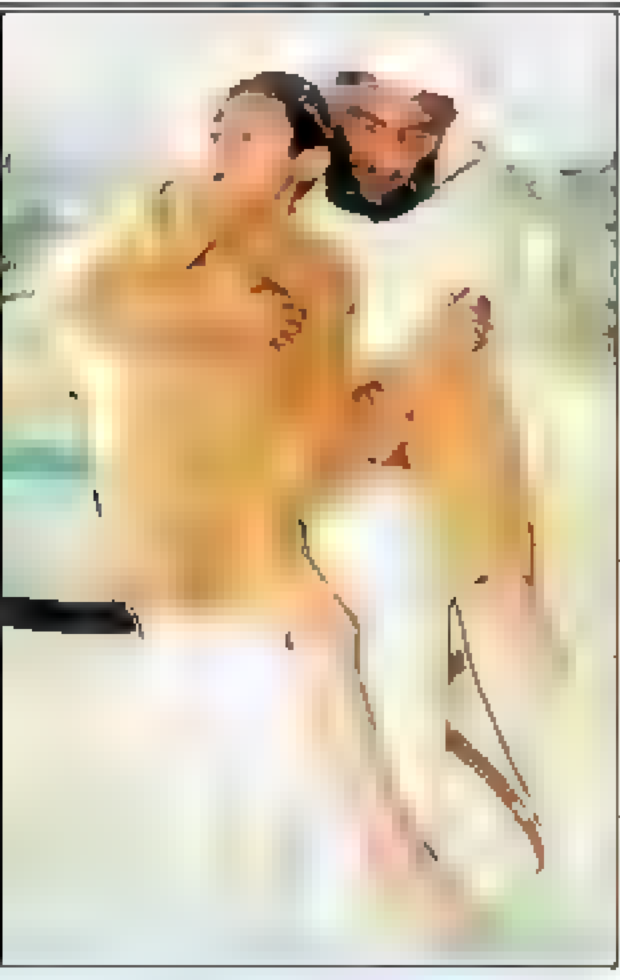

امیر اللہ کو اس کے والد خیال محمد اٹھائے ہوئے ہیں

"میں نے اپنے پہلے بچے کو پولیو قطرے پلائے جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ کے لئے معذور ہو گیا ہے۔ اس کے بعد پیدا ہونے والے بچوں کو اس ڈر سے پولیو کے قطرے نہیں پلائے کہ انہیں بھی کوئی بیماری لاحق نہ ہو جائے۔ جن 4 بچوں کو پولیو ویکسین نہیں پلوائی، وہ ماشاء اللہ تندرست ہیں" 30 سالہ خیال محمد نمائندہ امت کو اپنے بیٹے کی معذوری کے حوالے سے تفصیلات بتا رہے تھے۔ خیال محمد کا تعلق جنوبی وزیرستان سے ہے تاہم وہ گزشتہ 3 برس سے شاہ لطیف ٹاؤن کے سیکٹر 20-C، گلی نمبر 3 کے مکان نمبر 104 میں رہائش پذیر ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ جنوبی وزیرستان میں واقع گاؤں میں جس دن میرے بیٹے امیر اللہ خان کو پولیو ویکسین پلوائی گئی، اسی رات اس کی طبیعت خراب ہوگئی تھی۔ بچے کو قریبی ایک ڈاکٹر کے کلینک میں لے کر گئے تو ڈاکٹر نے کہا کہ اسے نمونیا ہو گیا ہے، ایک دو دن دوائی پلائیں، ٹھیک ہو جائیگا۔ لیکن تین روز تک دوا لینے کے باوجود امیر اللہ خان کی طبیعت میں کوئی خاص فرق نہیں پڑا تو اسے ایک بڑے اسپتال میں لے کر گئے جہاں ڈاکٹروں نے امیر اللہ کو 2 دن داخل رکھا اور طبیعت سنبھلنے پر اسے ڈسچارج کر دیا گیا۔ خیال محمد کا کہنا ہے وہ اپنے علاقے میں لوگوں کی مخالفت کے باوجود ہمیشہ "انسداد پولیو مہم" میں بھرپور کردار ادا کرتا تھا اور پولیو ورکرز کے ساتھ گھر گھر جا کر لوگوں کے بچوں کو پولیو کے قطرے پلواتا تھا۔ کیونکہ اس وقت وہ سمجھتا تھا کہ بچوں کی صحت مند زندگی کیلئے پولیو ویکسین کا پلانا بہت ضروری ہے، وہ اپنے علاقے کے لوگوں کو بھی اس حوالے سے قائل کرنے کی کوشش کرتا رہتا تھا۔ خیال محمد نے بتایا کہ اس کی شادی 2000ء میں جنوبی وزیرستان میں ہوئی تھی۔ دو برس بعد اس کے گھر بیٹے کی ولادت ہوئی جس کا نام بزرگوں نے امیر اللہ رکھا۔ وہ اپنے بیٹے کو حفاظتی ٹیکے لگوانے کے لئے شہر میں واقع سٹی سول اسپتال لے کر گیا۔ خیال محمد کا کہنا ہے کہ اس نے امیر اللہ کی ولادت کے بعد اپنے گھر والوں کو تاکید کر دی تھی کہ اگر کبھی میری غیر موجودگی میں "پولیو ٹیم" آ جائے تو امیر اللہ خان کو پولیو ویکسین ضرور پلوانی ہے۔ خیال محمد کا کہنا ہے کہ بیٹے کی پیدائش کے چھ ماہ بعد وہ روزگار کے سلسلے میں سعودی عرب چلا گیا تھا۔ مگر وہ وہاں سے بھی فون کر کے اپنے بیٹے امیر اللہ کی صحت کے بارے میں پوچھتا رہتا اور پابندی سے ہر مرتبہ پولیو ویکسین پلوانے کی تلقین کرتا تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ پولیو کے قطرے پلوانے کے بعد میرے بیٹے کو شدید بخار ہو گیا تھا اور گھر والے اسے مختلف اسپتالوں میں لے کر گئے کچھ دن دوا دارو سے اس کی طبیعت سنبھل گئی مگر اس سارے واقعہ کا گھر والوں نے مجھ سے ذکر نہیں کیا۔ پھر جب کچھ دن بعد امیر اللہ خان کو دوبارہ سخت نمونیا ہوا تب گھر والوں نے مجھے فون کر کے بتایا کہ بچے کی طبیعت بہت خراب ہے۔ میرے استفسار پر گھر والوں نے تفصیل بتائی کہ جب سے امیر اللہ خان کو پولیو کے قطرے پلائے ہیں اس کی طبیعت دن بدن خراب ہوتی جا رہی ہے اور وہ اپنے ہم عمر بچوں کے مقابلے میں بہت کمزور ہے۔ خیال محمد کا کہنا تھا کہ وہ پولیو ویکسین کی افادیت پر بھرپور یقین رکھتا، اس لئے اسے گھر والوں کی بات پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ امیر اللہ کی طبیعت پولیو ویکسین پلانے کے بعد سے خراب ہے۔ اس نے ابہام دور کرنے کے لئے اپنے ایک اسکول ٹیچر دوست کو فون کر کے پوچھا کہ تم معلوم کر کے بتاؤ کہ گھر والوں نے میرے بیٹے کو پولیو کے قطرے پلوائے تھے یا نہیں۔ اس دوست نے تصدیق کی کہ دیگر بچوں کے ساتھ تمہارے بچے کو بھی خود اس نے پولیو کے قطرے پلائے تھے۔ خیال محمد نے بتایا کہ امیر اللہ کی روز بروز بگڑتی حالت کا سن کر وہ ایک سال بعد ہی چھٹی لے کر سعودی عرب سے واپس آ گیا۔ پھر وہ اپنے بیٹے کو قریبی شہر کے بڑے ڈسٹرکٹ اسپتال لے کر گیا تو ڈاکٹروں نے معائنے کے بعد بتایا کہ اس بچے کی ٹانگ پولیو کی وجہ سے ناکارہ ہو گئی ہے اور اس کا مکمل درست ہونا مشکل ہے۔ خیال محمد کا کہنا ہے کہ اس نے ہمت نہیں ہاری اور اپنے بیٹے کا مسلسل علاج کرواتا رہا مگر کہیں سے بھی اس کی تندرستی کی نوید نہیں ملی اور رفتہ رفتہ امیر اللہ مکمل طور پر معذور ہو گیا۔ خیال محمد نے بتایا کہ 2004ء میں اس کے ہاں ایک اور بیٹا ہدایت اللہ پیدا ہوا۔ جس کے بعد وہ سعودی عرب واپس لوٹ گیا۔ مگر اس کو اب بھی پولیو کے قطروں کی افادیت پر یقین تھا اس لئے اس نے گھر والوں کو تاکید کی کہ اگر امیر اللہ کے معاملے میں کوئی کمی کوتاہی ہوئی تھی تو اس بار ہدایت اللہ کو قطرے ضرور پلوانے ہیں۔ خیال محمد کے مطابق اس کے گھر والوں نے فون کر کے بتایا کہ ہدایت اللہ خان کو قطرے پلوائے تو اس کی بھی طبیعت بگڑ گئی تھی، وہ فوراً اسے شہر کے اسپتال میں لے کر گئے جہاں اسے 3 دن داخل رکھنے کے بعد ڈسچارج کر دیا گیا ہے اور اب الحمدللہ اس کی طبیعت بہتر ہے۔ خیال محمد کا کہنا تھا کہ اسے شبہ ہونے لگا کہ ضرور اس پولیو ویکسین میں کوئی گڑبڑ ہے۔ اس نے گھر والوں کو سختی سے منع کر دیا کہ آئندہ بچوں کو قطعی پولیو ویکسین نہ پلائی جائے۔ کیونکہ اس کے بعد سے ہی امیر اللہ کی طبیعت خراب ہونا شروع ہوئی تھی اور رفتہ رفتہ معذور ہوتا گیا۔ خیال محمد نے بتایا کہ 2005ء میں اللہ تعالیٰ نے اسے ایک اور بیٹا امداد اللہ عطا کیا۔ مگر چونکہ اس نے اپنے بچوں کو پولیو کے قطرے پلانے چھوڑ دیئے تھے، جس کی وجہ سے اس کے بچوں میں پھر کبھی صحت و تندرستی کا مسئلہ پیدا نہیں ہوا۔ خیال محمد کا کہنا ہے کہ اس کے بعد اس نے ان ڈاکٹروں کی تحقیقی رپورٹس اخبارات اور رسالوں میں پڑھیں کہ جنہوں نے پولیو ویکسین کو انسانی صحت کیلئے نقصان دہ قرار دیا تھا تو اسے یقین ہو گیا کہ میرے بیٹے امیر اللہ کی معذوری کا سبب پولیو ویکسین ہی رہی ہے۔ خیال محمد نے بتایا کہ 2009ء میں اس کے ہاں چوتھے بیٹے سیف اللہ کی پیدائش ہوئی تو وہ کچھ دن بعد جنوبی وزیرستان سے کراچی شفٹ ہو گیا۔ لیکن یہاں بھی اس نے گھر کے دروازے پر آنے والے پولیو ورکرز کو لوٹا دیا۔ کیونکہ اسے اپنے بچوں کی صحت اور زندگی عزیز ہے۔ خیال محمد کے مطابق 2011ء میں اس کے ہاں پانچویں بیٹے عبدالکریم کی پیدائش ہوئی۔ اس نے ماضی کے تلخ تجربات کے پیش نظر عبدالکریم کو بھی پولیو کے قطرے نہیں پلوائے۔ خیال محمد نے بتایا کہ وہ گزشتہ 3 سال سے شاہ لطیف ٹاؤن میں پرچون کی دکان چلا رہا ہے۔ اسے اپنے چار بیٹوں کی تو کوئی خاص فکر نہیں کیونکہ وہ صحت مند اور تندرست ہیں لیکن وہ اپنے معذور بیٹے امیر اللہ کے مستقبل کے حوالے سے فکرمند رہتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کس طور گزارے گا۔

☆☆☆☆☆

امت رپورٹ

بدھ 26 دسمبر 2012ء

روزنامہ امت کراچی/حیدرآباد

نوروز — نوید احمد خان — طلعت محمود — عزیز خان — اصغر خان — عزیز معاویہ — جہانزیب

پولیو قطرے پینے کے باوجود قائد آباد کے دو بچے معذور ہوگئے

ندیم اور اسامہ سگے بھائی ہیں۔ بچپن میں ہر مہم کے دوران والدین باقاعدگی سے دونوں کو ویکسین کے قطرے پلاتے رہے۔ خصوصی رپورٹ۔ اپنے تمام بچوں کو قطرے پلایا کرتا تھا۔ اب اعتماد اٹھ چکا ہے۔ والد محمد صادق

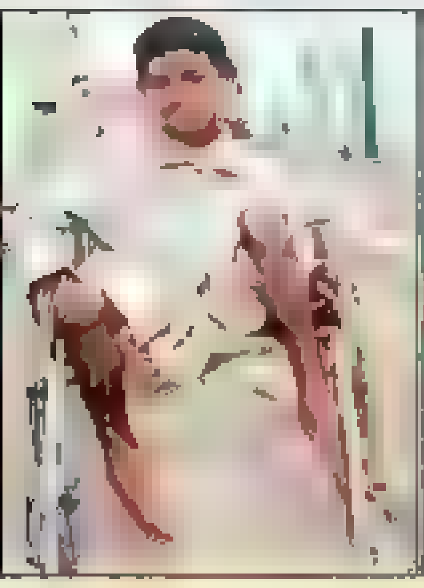

ندیم

اسامہ

شہر کے مختلف علاقوں سے پولیو کے قطرے پینے والے بچوں کے پولیو کے مرض میں مبتلا ہونے کے کیسز سامنے آرہے ہیں۔ ان میں ایسے بچے بھی شامل ہیں جنہیں ان کے والدین نے ہر پولیو مہم میں بلاناغہ پولیو کے قطرے پلوائے تھے۔ دوسری طرف مختلف طبقات سے وابستہ افراد کے پولیو ویکسین کے بارے میں خدشات بھی تیزی سے بڑھتے جارہے ہیں۔ دوسری جانب پولیو مہم چلانے والی غیر ملکی این جی اوز الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے عوام کو خوف زدہ کرنے میں مصروف ہیں کہ اگر پاکستان میں پولیو مکمل ختم نہ کی گئی تو پاکستانیوں کا بیرونی ممالک آسانی سے جانا ممکن نہ ہوسکے گا۔ دوسری جانب اس دوران لانڈھی، قائد آباد کے علاقے فیوچر کالونی میں 2 ایسے بھائیوں کا کیس بھی سامنے آیا ہے جو ویکسین کے قطرے پینے کے باوجود پولیو جیسے موذی مرض کا شکار ہونے سے نہ بچ سکے۔ مذکورہ بچوں کے والد محمد صادق کے مطابق اس کے سب سے بڑے بیٹے ندیم کی عمر 15 برس ہے۔ ندیم گزشتہ 5 برسوں سے پولیو کے مرض میں مبتلا ہے۔ ندیم کے والد محمد صادق کا کہنا ہے کہ وہ پیشے کے لحاظ سے ڈرائیور ہیں اور ان کا پنجاب کے ایک دیہی علاقے سے تعلق ہے۔ ان کا خیال تھا کہ حکومت جو بھی اسکیم نکالتی ہے وہ عوام کی فلاح و بہبود کے لیے ہوتی ہے۔ اس خیال کے تحت انہوں نے 5 برس کی عمر سے قبل کم از کم تین بار ندیم سمیت اپنے ہر بچے کو پولیو کے قطرے پلانا اپنا فرض سمجھا لیکن انہیں اس وقت شدید صدمہ ہوا جب بڑے ہونے پر ان کے بیٹے ندیم کو پولیو کا مرض لاحق ہوگیا۔ صادق کا کہنا ہے کہ ندیم اس وقت دوسری جماعت کا طالب علم تھا جب اس کی ٹانگیں کمزور ہونا شروع ہوگئیں۔ ابتدا میں ندیم چلتے پھرتے لڑکھڑانے لگا۔ پھر کچھ ہی دنوں میں چلتے پھرتے بار بار گرنا اس کا معمول بن گیا۔ چونکہ پولیو کے مرض سے وہ ناواقف تھے اور قطرے پلانے کی وجہ سے انہیں اعتماد تھا کہ ان کے بچوں میں پولیو کا مرض پیدا نہیں ہوسکتا۔ ان ہی وجوہات کی بنا پر ان کا ذہن اس طرف نہ گیا کہ ندیم کو پولیو بھی ہوسکتا ہے۔ ندیم کی سوکھتی ہوئی ٹانگوں کا علاج کروانے وہ ڈاکٹر کے پاس پہنچے تو ڈاکٹر نے انکشاف کیا کہ ان کا بچہ پولیو کا شکار ہوچکا ہے۔ یہ صورت حال محمد صادق کے لیے ناقابل یقین تھی۔ کچھ عرصے کے علاج کے بعد ندیم کی حالت قدرے بہتر ہوئی مگر ندیم کو ٹائیفائیڈ ہوگیا۔ ٹائیفائیڈ نے اس کی بہتر ہوتی ٹانگوں کو اس قدر متاثر کیا کہ وہ دوبارہ اپنی ٹانگوں پر کھڑا ہونے کے قابل نہ ہوسکا۔ اس مایوس کن صورت حال کے باوجود انہوں نے سرکاری تعاون سے چلنے والی پولیو مہم پر بھروسہ کیا اور اپنے دوسرے بچوں کو پولیو کے قطرے پلانا جاری رکھا۔ ندیم کے علاوہ محمد صدیق کے 4 چھوٹے بیٹے ہیں جن میں ناصر، اسامہ، زین علی اور شاہ زیب شامل ہیں۔ اسامہ، صادق کا تیسرا بیٹا ہے جس کی عمر دس برس کے قریب ہے۔ محمد صادق نے امت کو بتایا کہ ندیم کے پولیو میں مبتلا ہونے کے بعد وہ اپنے 4 چھوٹے بیٹوں کو ہر مہم کے دوران باقاعدگی کے ساتھ پولیو کے قطرے پلانے لگے تاکہ خدانخواستہ ندیم کی طرح کوئی دوسرا بچہ بھی پولیو کا شکار نہ ہوجائے۔ مگر بدقسمتی سے باقاعدگی سے پولیو کے قطرے پلوانے کے باوجود ان کا دس سالہ بیٹا اسامہ بھی 6 ماہ قبل پولیو میں مبتلا ہوچکا ہے۔ اسامہ کے جی ٹو کا طالب علم ہے اور صحت مند بچہ ہے۔ اس کے والدین کا کہنا ہے کہ اسامہ دوسرے نارمل بچوں کی طرح معصوم کی زندگی گزار رہا تھا۔ پھر یہ ہوا کہ بھاگتا دوڑتا اسامہ اچانک ہی اپنے معمول کے خلاف کئی کئی گھنٹے ایک ہی جگہ بیٹھا رہنے لگا۔ والدین اس تبدیلی کو اس کی ذہنی پریشانی یا کمزوری سمجھے مگر بعد میں پتہ چلا کہ اس کی ٹانگیں تیزی سے کمزور ہو رہی ہیں۔ انہوں نے قریبی اسپتالوں سے علاج کروایا اور فرق نہ پڑنے پر جناح اسپتال لے گئے جہاں ڈاکٹروں نے انہیں ایک نجی اسپتال سے علاج کروانے کی تجویز دی۔ اب گزشتہ 3 ماہ سے اس کا علاج جاری ہے مگر اسامہ کی حالت بدستور وہی ہے۔ محمد صادق کا کہنا ہے کہ اس نے پولیو کے قطرے پلانے والے ورکرز سے اس معاملے پر بات کی مگر وہ کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکے۔ پولیو ٹیموں کو ندیم اور اسامہ کے پولیو میں مبتلا ہونے کا معاملہ کئی بار تحریری طور پر لکھوایا گیا تاکہ حکام بالا میں سے کوئی اس معاملے کا نوٹس لے لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوسکا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے صادق نے اب اپنے اور عزیز و اقارب کے بچوں کو پولیو کے قطرے پلوانے سے منع کردیا ہے۔

محمد صدیق کے اہل علاقہ بھی اس معاملے پر شدید پریشانی اور تذبذب کا شکار ہیں۔ کئی افراد نے امت سے گفتگو کرتے ہوئے یہ تک کہہ دیا کہ مغربی قوتیں پولیو ویکسین کے ذریعے پاکستانی بچوں کو ایسے امراض میں مبتلا کررہی ہیں جو بچوں کی عمر بڑھنے کے ساتھ آہستہ آہستہ ظاہر ہوتی ہیں۔ دیگر کئی افراد کے علاوہ امت سے گفتگو کرتے ہوئے علاقہ مکینوں عزیز خان، نوروز، جہانزیب، طلعت محمود، نوید احمد خان، عزیز معاویہ اور اصغر خان کا کہنا تھا کہ پولیو ٹیموں کے بہروپ میں کراچی کے مخصوص علاقوں میں بسنے والی قومیتوں کی جاسوسی کے لیے کوائف جمع کیے جارہے ہیں۔ اس خدشے کے اظہار کی وجہ دریافت کرنے پر بیشتر افراد کا موقف تھا کہ ایبٹ آباد میں اسامہ بن لادن کے خلاف کیے جانے والے آپریشن میں بھی پولیو ٹیموں کی آڑ میں گھر گھر سے کوائف جمع کیے گئے تھے اور پاکستان کی بین الاقوامی سطح پر بدنامی کی وجہ بھی پولیو ویکسین کی مہم ہی تھی۔ علاقہ مکینوں کا موقف تھا کہ اگر وہ اپنے بچوں کو پولیو کے قطرے پلائے جانا مناسب نہیں سمجھتے تو کسی کو بھی یہ حق حاصل نہیں ہونا چاہیے کہ انہیں پولیس یا قانون نافذ کرنے والے کسی دیگر ادارے کی مدد سے ہراساں کرکے قطرے پلوانے پر مجبور کیا جائے۔

☆☆☆☆☆

منگل 18 دسمبر 2012ء

روزنامہ امت کراچی

14 سالہ مہم کے باوجود پاکستان میں پولیو متاثرین کی شرح کم نہ ہوئی

10 برس پہلے سالانہ 199 افراد متاثر ہوتے تھے۔گذشتہ برس بھی 198 کیس سامنے آئے

کراچی (خبر نگار خصوصی) پاکستان میں گزشتہ 14 برس سے جاری پولیو کے خاتمے کی مہم آج تک کامیاب نہیں ہو سکی۔ پولیو سے سالانہ متاثرین کی تعداد آج بھی وہی ہے جو 10 برس پہلے تھی، اس میں کوئی خاطر خواہ کمی نہیں ہو سکی۔ غیر ملکی ادارے و ایجنسیاں اس ناکامی کی وجہ خود کو قرار دینے کی بجائے اس کی ذمہ داری پاکستان کے حکومتی اداروں پر عائد کرتے آئے ہیں۔ پاکستان میں گزشتہ 14 برس سے جاری پولیو مہم کے باوجود رواں سال بھی ملک بھر میں پولیو کے 54 نئے کیس سامنے آچکے ہیں۔ عالمی اداروں کی رپورٹس کے مطابق 2000 میں پاکستان میں پولیو سے متاثرین کی تعداد 199 تھی، جب کہ گزشتہ برس 2011 میں یہ تعداد 198 تھی اور رواں برس کے دوران نومبر 2012 تک کے ملنے والے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں پولیو سے متاثرین کی تعداد 54 ہو چکی ہے، جو کہ صرف ملک کے 17 اضلاع اور قبائلی علاقہ جات سے ملنے والی رپورٹس کے مطابق ہیں۔ اس سال کے اختتام پر کل کیسز کا اندازہ لگایا جائے گا۔ پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف لیجسلیٹو ڈیولپمنٹ اینڈ ٹرانسپیرنسی (PILDAT) کی نومبر 2012 میں یونیسیف کی مدد سے جاری کردہ پولیو کیسز سے متعلق رپورٹ کے مطابق پاکستان میں 2000 میں کل 199 پولیو کے کیس رپورٹ ہوئے، جب کہ سال 2001 میں یہ تعداد 199 ہی تھی، اس میں کوئی بہتری نہیں آئی۔ 2002 میں پولیو کے کیسز 90 تھے، جب کہ 2003 میں 103، سال 2004 میں 53، سال 2005 میں 28، سال 2006 میں 40، سال 2007 میں 32، سال 2008 میں 117، سال 2009 میں 89، سال 2010 میں 144، سال 2011 میں 198 اور سال 2012 میں اب تک 56 پولیو کے نئے کیس سامنے آچکے ہیں۔ ان اعداد و شمار کا جائزہ لیا جائے تو سال 2004 سے سال 2007 یعنی ان 4 سالوں میں پاکستان میں پولیو کے کیس بتدریج کم ہوئے لیکن اس کے بعد ایک مرتبہ پھر اضافہ ہوا اور سال 2011 میں تعداد وہیں پہنچ گئی جو شروع میں سال 2000 میں تھی۔

☆☆☆☆☆

ہفتہ 22 دسمبر 2012ء
روزنامہ امت کراچی

قطرے پلائے جانے کے باوجود 2 سالہ بچی میں پولیو وائرس کا شبہ

بلدیہ ٹاؤن کی ثمن کو ہر مہم میں ویکسین دی گئی۔خون کے نمونے اسلام آباد بھجوا دیے گئے

کراچی (اسٹاف رپورٹر) کراچی میں پولیو کا پہلا مشتبہ کیس سامنے آ گیا ہے۔ یہ مشتبہ کیس سامنے آنے کے بعد تمام حکومتی اور غیر ملکی این جی اوز کے دعوے دھرے کے دھرے رہ گئے۔ پونے 2 سالہ ننھی بچی ثمن کو پیدائش کے بعد تقریباً تمام مہمات کے دوران پولیو کے قطرے پلائے گئے لیکن اس کے باوجود طبی ماہرین اس میں پولیو وائرس کی موجودگی کا امکان ظاہر کر رہے ہیں۔ اطلاعات کے مطابق پولیو وائرس کی تصدیق بلدیہ ٹاؤن یوسی 2 کی رہائشی بیں ماہ کی ثمن میں ہوئی ہے۔ مذکورہ بچی کو بتی بائیں پاؤں میں کمزوری ہوئی تھی، جس کے بعد ڈاکٹروں کی جانب سے بچی کو معذور قرار دیدیا گیا ہے، تاہم بچی کے خون کے نمونے اسلام آباد پولیو لیبارٹری بھجوا دیے گئے ہیں۔ انسداد پولیو مہم سے وابستہ ذرائع کا کہنا ہے کہ بلدیہ ٹاؤن کی یونین کونسل نمبر 2 میں ہر مہم کے دوران رضا کاروں نے گھر گھر جا کر پولیو کے قطرے پانچ سال تک کے عمر کے بچوں کو پلائے ہیں، جب کہ مذکورہ بچی کو بھی ویکسین کی تقریباً 6 خوراکیں پلائی جا چکی ہیں لیکن اس کے باوجود اس میں پولیو کی موجودگی ایک حیرت انگیز اور توجہ طلب بات ہے۔

☆☆☆☆☆

منگل 18 دسمبر 2012ء
روزنامہ امت کراچی

ویکسین پینے والے بچوں میں پولیو کیس بڑھنے کا انکشاف

بھارت میں ہر سال قطرے پینے والے 100 سے 200 بچے شکار ہوتے ہیں۔ نائجیریا میں صورتحال زیادہ سنگین ہے

اسلام آباد (رپورٹ: وجیہ احمد صدیقی) صحت کے عالمی ادارے ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کی جانب سے پولیو ویکسین پینے والے بچوں میں پولیو کیسز بڑھنے کا انکشاف ہوا ہے۔ پاکستان میں اس حوالے سے کوئی تحقیق نہیں ہو رہی ہے کہ پولیو کے قطرے پینے والے کتنے بچے اس مرض کا شکار ہوتے ہیں، تاہم عالمی ادارے کی طرف سے تقسیم کی گئی پولیو ویکسین کے نتیجے میں افریقہ اور بھارت میں قطرے پینے والے بچے پولیو کا شکار ہوتے ہیں، خاص کر نائجیریا میں اس حوالے سے صورتحال سنگین ہے۔ اس بات کا انکشاف ایک بین الاقوامی جریدے جرنل آف ہیومینیٹیرین گروپس کی رپورٹ میں کیا گیا ہے۔ واضح رہے کہ بعض عالمی میڈیا جرائد ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن اور یونیسیف کے دعوؤں کو جانچنے کا کام کر رہے ہیں۔ نیویارک ٹائمز کی ایک رپورٹ کے مطابق بھارت میں ہر سال پولیو کے قطرے پینے والے 100 سے 200 بچے پولیو کا شکار ہو جاتے ہیں اور یہ بچے صرف اس ویکسین کی وجہ سے پولیو کا شکار ہوتے ہیں، کیونکہ قطرے پینے کی وجہ سے ان کے جسم میں پولیو کے خلاف موجود قدرتی مدافعت ختم ہو جاتی ہے۔ عالمی ادارہ صحت کے پولیو گلوبل اریڈیکشن انسٹی ٹیوٹ کی اپنی رپورٹس کے مطابق بھارتی بچوں میں 42 ایسے کیسز سامنے آئے ہیں جو پولیو کی بہت خطرناک شکل ہیں اور تحقیق کے مطابق صرف پولیو ویکسین دینے کی وجہ سے ان بچوں میں معذوری پیدا ہوئی۔ نیویارک ٹائمز کی رپورٹ کے مطابق نائجیریا میں بالخصوص پولیو ویکسین کی وجہ سے بچوں میں پولیو کا مرض بڑھ رہا ہے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ عالمی ادارہ صحت ان کیسز کو چھپانا چاہتا ہے، لیکن مجبوراً صرف سنگین کیسز کو سامنے لانا پڑتا ہے۔ باقی مریض چھپا دیئے جاتے ہیں۔ 2007ء میں نائجیریا میں پولیو ویکسین پینے والے بچوں میں 1300 کیسز سامنے آئے۔ 2001ء میں ہیٹی میں 22 بچے پولیو کا شکار ہوئے، جنہوں نے پولیو کے قطرے پیے تھے۔

☆☆☆☆☆

مندرجہ ذیل رپورٹ مدرسہ بنوری ٹاؤن کراچی کے ماہنامہ رسالہ (ماہنامہ بینات)

میں ۲۰۰۸ کو شائع کیا ہے۔

پولیو قطرے، تشنج اور خسرہ ویکسین دوا یا زہر؟

اسلام و مسلم دشمن عناصر کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمانوں کی جڑیں کاٹ کر صفحۂ ہستی سے ہمیشہ کے لئے انہیں مٹا دیا جائے، مسلمانوں کو مجبور و مقہور بنا کر ان پر حکومت کرنے کے لئے ان کو مختلف محاذوں پر کمزور کر دیا جائے، مثلا ایمان واسلام، معیشت واقتصادیات، فوجی قوت، افرادی قوت اور اخلاقی قوت وغیرہ۔ ایمان واسلام کا جنازہ تو پہلے ہی سے مسلمانوں کے دلوں سے نکال دیا گیا ہے، رنگ ڈھنگ، چال ڈھال، شکل وشباہت غرضیکہ قول وفعل کے اعتبار سے اغیار کی تقلید کرتے نہیں تھکتے، بلکہ فخر محسوس کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی اقتصادیات کو تباہ وبرباد کر دیا گیا، سارے مسلمان غیر مسلموں کے مقروض اور مجبور ہیں، دنیا بھر میں مسلمانوں کی فوجی قوت کو کمزور کرنے کی مہم شروع کی گئی ہے، کسی مسلمان ملک کو اجازت نہیں کہ وہ اپنے دفاع کے لئے جدید اسلحہ، ایٹم وغیرہ کی صورت میں حاصل کریں، جبکہ ارشاد خداوندی ہے:

"واعدوالهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله وعدوكم وآخرين من دونهم لا تعلمونهم الله يعلمهم" (۱)

ترجمہ:۔ "اور مسلمانو! سپاہیانہ قوت سے اور گھوڑوں کے باندھے رکھنے سے جہاں تک تم سے ہوسکے کافروں کے مقابلے کے لئے ساز وسامان مہیا کئے رہو کہ ایسا کرنے سے اللہ کے دشمنوں پر اپنی دھاک بٹھائے رکھو گے اور نیز ان کے سوا دوسروں پر بھی جن کو تم نہیں جانتے اور ان کے حال سے اللہ تعالیٰ خوب واقف ہے"۔

مسلمانوں کی اخلاقی قوت کو تباہ وبرباد کر دیا گیا ہے، مرد وزن کا اختلاط عام سی بات ہے، قرآن کریم کا حکم "وقرن في بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى(۲)" کو حقوق نسواں پر نعوذ باللہ! ڈاکہ اور عورت کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے کے مترادف سمجھ رہے ہیں اور حضور اکا ارشاد کہ: "بعثت لاتمم مکارم الاخلاق" (موطا امام مالک) یعنی میں بہترین اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں کو بھول گئے ہیں اور سیاحت وروشن خیالی کے نام پر عورتوں کا غیر مردوں کی جھولی میں گرنا اور ان سے بغل گیر ہونے کو روشن خیالی سمجھتے اور اس پر فخر کرتے ہیں، بلکہ اسلام اور مسلمانوں کی نظر میں ایسے افراد حضور کے اس قول: "من تشبہ بقوم فھو منھم" یعنی جس نے کسی قوم سے مشابہت اپنائی وہ انہیں میں سے ہیں کا

مصداق ہیں۔ اب اغیار کا اگلا ہدف مسلمانوں کی افرادی قوت کا خاتمہ ہے' جس آہستگی کے ساتھ ویکسین کے ذریعے مسلمانوں کی آئندہ نسل کا خاتمہ ہے اور یہ سب کو معلوم ہے کہ مسلمان وہ واحد قوم ہے جو تعداد میں سب سے زیادہ ہے' اب ان لوگوں کی یہ کوشش ہے کہ مسلمانوں کی افرادی قوت کو کم کیا جائے' اسی ایجنڈے کی تکمیل کے لئے پہلے ایک مرض کا خوب ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے اور پھر اس کی ویکسین تیار کرکے ان ممالک میں سپلائی کی جاتی ہے۔ ایک بات قابل غور ہے اور اس کی گواہی قرآن وسنت سے بھی ثابت ہے کہ غیر مسلم ہمارے خیر خواہ کبھی ہو ہی نہیں سکتے' لیکن ہم پھر بھی ان کی تقلید میں ہی اپنی فلاح وبہبود ڈھونڈتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

"یا ایھا الذین آمنوا لاتتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیاء بعضھم اولیاء بعض ومن یتولھم منکم فانہ منھم" (۳)

ترجمہ:... "اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو اپنے دوست مت بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور اگر تم میں سے کوئی ان کی طرف پھرا وہ انہی میں سے ہے"۔

پولیو ویکسین کیا چیز ہے؟ اس کے کیا نقصانات ہیں؟ اور سائنس اس حوالے سے کیا کہتی ہے؟

چونکہ پولیو ویکسین ہر بچے کو شروع سے پلائی جاتی ہے' اس ویکسین میں ایسے زہر ملانے کے شواہد ملے ہیں جو اپنا اثر بچپن ہی سے دکھاتی ہے اور یہ بچے جب بڑے ہو جائیں تو پھر بچے پیدا نہ کر پائیں' یہ سب کیسے ہوتا ہے؟ ذرا سائنسی نقطۂ نگاہ سے اس کا تجزیہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بچے کو ماں باپ کے باہم جنسی ملاپ سے پیدا فرماتا ہے' دوسرے جانداروں کی طرح انسان میں بھی بچے پیدا کرنے کے لئے نر اور مادہ کا جنسی ملاپ ضروری ہے' نر میں اعضائے تولیدی کو "ٹیسٹیز" اور مادہ کے اعضائے تولیدی کو "اووری" کہتے ہیں۔ یہ اعضاء نہ صرف تولیدی ہیں' بلکہ یہ "غدود" کا کام بھی سرانجام دیتے ہیں' غدود انسانی جسم کا ایسا جز ہے جس کے ذمہ جسم کے مختلف افعال کو باقاعدہ بنا کر انہیں کنٹرول کرنا ہے' جیسا کہ "پٹیوٹری" غدود انسان کے قد کا ذمہ دار ہے' اگر یہ ٹھیک وقت پر برابر مقدار میں ہارمونز خارج کرے تو انسان کا قد نارمل ہوگا' ورنہ یا تو بہت زیادہ بڑھے گا یا پھر پست رہ جائے گا۔ اسی طرح مادہ انسان میں "اووری" بھی ایک خاص قسم کا ہارمونز "اسٹروجن" خارج کرتی ہے' اس ہارمونز کے ذمہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام لگا رکھا ہے کہ جو بچہ پیدا ہوگا اگر تو وہ مادی (بچی) ہے تو اس میں عورت ذات والی تمام خصلتیں اور خصوصیات بھر دے گی' اس کے ساتھ اسے نسوانی حسن بخش دے گی۔ اسی طرح نر انسان میں "ٹیسٹیز" جو ہارمونز خارج کرتا ہے اسے "انڈروجن" کہتے ہیں اور یہ انسانی بچے میں مردانہ پن پیدا کرنے کا ذمہ دار ہے' اگر یہ دونوں غدود صحت مند ہوں گے اور اپنا کام صحیح طور پر سرانجام دیں تو نر بچہ میں مردانہ خصوصیات اور مادہ بچی میں نسوانی خصوصیات ہوں گی' لیکن اگر یہ غدود اپنا کام صحیح طور پر سرانجام نہ دیں اور

اسٹروجن" اور" انڈروجن" صحیح مقدار میں پیدا نہ کر سکیں تو پھر پیدا ہونے والے بچے یا تو بن ہی نہیں پاتے اور اگر بن جاتے ہیں تو ہیجڑاپن کے حامل ہوں گے' جیسا کہ ہم آج کل دیکھ رہے ہیں۔ ہوگی لڑکی لیکن اس کا نسوانی حسن غائب اور خصلتیں مردوں جیسی ہوں گی۔اور ہوگا لڑکا لیکن مردانہ پن غائب اور خصلتیں و کردار لڑکیوں جیسا ہوگا تو اسی طرح پولیو ویکسین میں ایسا زہر ملانے کے شواہد ملے ہیں کہ جس سے نر اور مادہ انسان میں "اووری" اور" ٹیسٹیز" اپنا صحیح کام نہیں کر پاتے "اسٹروجن" اور "انڈروجن" صحیح مقدار میں خارج نہیں ہو پاتی جس سے پیدا ہونے والے بچے میں بے قاعدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہ ویکسین جب شروع سے پلائی جاتی ہے تو آہستہ آہستہ بچے جب جوان ہوتے ہیں تو اس وقت تک یہ اپنا کام کر چکی ہوتی ہے اب بچہ جوان ہو کر یا تو بچے پیدا ہی نہیں کر سکتے یعنی مستقل بانجھ پن کا شکار ہو جاتے ہیں یا پھر اگر پیدا کرتے بھی ہیں تو ان میں ہیجڑاپن ہوتا ہے۔ ویکسین میں کون سی چیز ملائی جاتی ہے یہ تو ابھی تک زیر تحقیق ہے' لیکن شاید مصنوعی اسٹروجن ملاتے ہیں' لیکن اس کے استعمال سے بچیوں میں اسٹروجن کی زیادہ مقدار بنے گی اور مستقبل میں جو بھی اولاد پیدا ہوگی ان میں زیادہ تعداد لڑکیوں کی ہوگی اور اگر کوئی لڑکا پیدا ہو تو ماں سے اسٹروجن کی زیادہ مقدار منتقل ہونے کی وجہ سے ہیجڑاپن کا حامل ہوگا یعنی ساری عادتیں اور خصلتیں لڑکیوں جیسی ہوں گی (۴)

ڈاکٹر ہارونا کائیٹا جو کہ احمد دبلو یونیورسٹی زاریا میں فارماسوٹیکل سائنسز ڈیپارٹمنٹ کا سربراہ ہے' وہ نائیجیریا سے ویکسین کے کچھ نمونے تحقیق کے لئے انڈیا لے گئے' تاکہ ان میں موجود اجزاء کی جانچ پڑتال ہو سکے' جب ڈاکٹر کائٹا نے ان ویکسین کو مختلف ٹیسٹ اور جانچ پڑتال کے مراحل سے گزارا تو اس میں کچھ ایسے مواد کی ملاوٹ کے شواہد ملے جو کہ صحت کے لئے خطرناک تھے' ڈاکٹر کائٹا نے ہفت روزہ "کیڈونا ٹرسٹ" کو ایک انٹرویو میں بتایا کہ: "ہم نے پولیو کے اس ویکسین میں کچھ ایسی اشیاء دریافت کی ہیں جو صحت کے لئے نقصان دہ اور زہریلی ہیں اور خاص طور پر کچھ ایسی ہیں جو براہ راست انسان کے جنسی نظام تولید پر اثر انداز ہوتی ہیں' بدقسمتی سے خود ہمارے بیچ ایسے لوگ موجود ہیں جو ان کی خباثت اور بدتمیزی کی پشت پناہی کر رہے ہیں اور برابر ان کی مدد کر رہے ہیں اور مجھے یہ کہہ کر افسوس ہو رہا ہے کہ ان میں کچھ ہمارے اپنے ماہرین بھی شامل ہیں۔ ڈاکٹر کائٹا نے یہ مطالبہ کیا کہ جو لوگ پولیو ویکسین کے نام پر یہ جعلی دوائی درآمد کر رہے ہیں' ان کے خلاف دوسرے مجرموں کی طرح مقدمہ چلانا چاہئے اور سزا دینی چاہئے"۔ (۵)

Lifesite لائف سائٹ کی رپورٹ کے مطابق ۱۹۹۵ء میں فلپائن کی آزاد خواتین کی ایک لیگ نے تشنج کے ٹیکوں کے خلاف کورٹ میں مقدمہ جیت لیا تھا اور یونیسف کی اس مہم کو روک لیا تھا' کیونکہ اس ویکسین میں ایسی دوائی (hCG-B) استعمال کی گئی تھی جس کے استعمال کرنے سے عورت کا حمل مکمل طور پر نہیں ٹھہر سکتا تھا' فلپائن کی سپریم کورٹ نے یہ معلوم کیا کہ تین ملین خواتین کو جن کی عمر ۱۲ سے ۴۵ سال تک تھی' پہلے ہی سے یہ ویکسین دی جا چکی تھی۔ (۶)

عالمی ادارہ صحت کی طرف سے (۲۰ جون ۲۰۰۵ء) جاری کئے گئے اعداد و شمار کے مطابق دنیا بھر میں پولیو کے قطرے پلانے کے باوجود ۵۰۰ سے زائد پولیو کے کیس سامنے آئے ہیں' یہاں تک کہ یمن اور انڈونیشیا جنہیں ۱۹۹۶ء میں پولیو ویکسین کی مہم چلانے کے بعد اس بیماری سے آزاد خطہ قرار دے دیا گیا' وہاں پھر سے یہ وبا پھوٹ پڑی ہے' یمن میں ۲۴۳ اور انڈونیشیا میں ۵۳ نئے کیس سامنے آئے ہیں (۷)

بہت سے محققین نے ویکسینیشن (ویکسین) کو دراصل دنیا کی آبادی کنٹرول کرنے کا خفیہ مگر انتہائی موثر ہتھیار ثابت کیا ہے اور اس حوالے سے دستاویزی ثبوت بھی فراہم کئے ہیں۔

ایک خفیہ امریکی دستاویز "NSSMZOO" جو ۱۹۷۴ء میں شائع ہوئی اور ۱۹۸۹ء میں ڈی کلاسیفائی ہوئی' اس دستاویز پر اس وقت کے وزیر خارجہ ہنری کسنجر کے دستخط ہیں' اس دستاویز میں شناخت کئے گئے ممالک میں سے ہندوستان' پاکستان' بنگلہ دیش' نائیجیریا' انڈونیشیا' برازیل' فلپائن' میکسیکو' تھائی لینڈ' ترکی' ایتھوپیا اور کولمبیا ہیں۔ پاپولیشن کنٹرول اس دستاویز کا مرکزی اور یک نکاتی ایجنڈا ہے' ۲۹ جون ۱۹۸۷ء کو امریکی اخبار نے نیشنل کینسر انسٹیٹیوٹ کے ڈاکٹر رابرٹ سے بات کی' جن کا کہنا تھا کہ خسرہ کی ویکسین نقصان دہ وائرس سے آلودہ ہیں' ۳۰ برس تک نامی گرامی ڈاکٹر چلاتے رہے کہ ہم "ویکسین" نامی ٹائم بم سے کھیل رہے ہیں' خسرہ کے ویکسین سے یہ ثابت ہوا ہے کہ یہ کینسر کا باعث ہے (۸)

لندن کے موقر ترین روزنامے دی ٹائمز نے فرنٹ پیج پر اس حوالے سے یہ سرخی لگائی تھی کہ "خسرہ کے لئے لگائے گئے ٹیکے ایڈز وائرس پھیلا رہے ہیں" (۹)

عالمی ادارہ صحت (WHO) کے ایک کنسلٹنٹ نے WHO کو رپورٹ دی کہ زیمبیا' زائرے اور برازیل میں خسرہ ویکسینیشن اور ایڈز وائرس کے پھیلاؤ کے درمیان تعلق کا شبہ تھا' تحقیق پر یہ شک و شبہات صحیح نکلے۔ WHO نے رپورٹ ملنے کے باوجود اسے شائع نہیں کیا' برازیل واحد جنوبی امریکی ملک تھا جس نے خسرہ سے بچاؤ کی ویکسین مہم میں حصہ لیا اور پھر یہی ملک ایڈز کا سب سے بڑا شکار بنا۔ پولیو' خسرہ ہیپاٹائٹس کی ویکسین میں وائرس کی موجودگی کے ثبوت سامنے آچکے ہیں۔ ان میں منگی وائرس جیسا خطرناک وائرس بھی شامل ہے۔ WHO پر خسرہ ویکسین کے ذریعے ایڈز پھیلانے کے الزامات بھی لگ چکے ہیں' ان ٹیکوں کی وجہ سے بانجھ پن ہونا بھی ثابت ہو چکا ہے۔ ویکسینیشن دو ماہ کے بچوں کے لئے قطعاً محفوظ نہیں' مگر یہ ویکسین کا شیڈول نومولود کے ابتدائی دنوں سے ہی شروع ہو جاتا ہے' نومولود کے وزن' قد اور جسامت جیسے معاملات بالکل نظر انداز کر دیئے جاتے ہیں' یہ سائنسی حقیقت ہے کہ ایک ہی دوائی یا ٹیکہ کسی ایک انسان کے لئے تو قطعی محفوظ ہو سکتے ہیں' مگر دوسرے کے لئے موت کا باعث بھی۔ ویکسینیشن کو بچوں میں ذہنی عوارض کا سبب بھی قرار دیا جاتا ہے' پولیو کے قطرے جب پلوانے شروع ہوئے جن بچوں نے یہ استعمال کئے ہیں' یقینا

آج وہ جوان ہوں گے مگر یہ حقیقت ہے کہ وہ کسی نہ کسی مرض میں مبتلا ہوں گے اور آج کل نوجوانوں کی اکثریت جن امراض میں مبتلا نظر آتی ہے وہ مردانہ امراض ہی ہیں۔ (۱۰) اس ضمن میں مزید جو حقائق دیئے گئے ہیں وہ بہت خوفناک ہیں' بھارت کے ایک جریدے "المرشد" میں پولیو کے قطروں سے متعلق ایک مدلل مضمون شائع ہوا ہے' اس مضمون کو اشرف لیبارٹریز فیصل آباد کے ترجمان ماہنامہ رہنمائے صحت کی اشاعت میں شامل کیا گیا تھا' جس میں سات سے زائد ایسے کیس ذکر کئے گئے ہیں جن میں بچوں کو پولیو کے قطروں کا کورس مکمل کروایا گیا تھا' انہیں اس روک تھام کے باوجود پولیو ہو گیا۔ (۱۱)

ملک کے معروف قلم کار جناب حامد میر صاحب اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

" قارئین کو یاد ہو گا کہ ۷/جون ۲۰۰۴ء کو میں نے "پولیو اور پارلیمنٹ" کے عنوان سے اپنے کالم میں لکھا تھا کہ پولیو کے خلاف حالیہ مہم میں چھوٹے بچوں کو پولیو ویکسین کے جعلی قطرے پلائے جا رہے ہیں' وفاقی وزارت صحت نے میرے دعوے پر خاموشی اختیار کئے رکھی ہے' ایک ماہ کے بعد ۷/جولائی کو عالمی ادارہ صحت نے وفاقی وزارت صحت حکومت پاکستان کو ایک خط لکھا کہ نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ہیلتھ اسلام آباد میں تیار کی گئی پولیو ویکسین انتہائی غیر معیاری ہے' لہٰذا اس ویکسین کو فوری تلف کیا جائے۔ ۲۶/جولائی ۲۰۰۴ء کو عالمی ادارہ صحت کے نمائندہ برائے پاکستان ڈاکٹر خالف بے محمد نے وفاقی وزیر صحت کو ایک اور خط لکھا اور انہیں یاد دلایا کہ نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ہیلتھ اسلام آباد میں تیار کی گئی پولیو ویکسین کی ۱۵ کروڑ ڈوز غیر معیاری ہیں اور انہیں تلف کر دیا جانا چاہئے' اس خط کی وجہ یہ تھی کہ وفاقی وزارت صحت کی نگرانی میں تیار کئے گئے پولیو کے غیر معیاری قطروں کا استعمال ملک بھر میں بدستور جاری ہے' لاکھوں والدین نے اپنے بچوں کو پولیو سے بچاؤ کی امید میں یہ قطرے پلائے' لیکن افسوس یہ قطرے زہریلے پانی کے سوا کچھ نہیں۔ جناب حامد میر مزید لکھتے ہیں کہ: مجھے معلوم ہے کہ ہتک عزت کے لئے قانون کے تحت بغیر ثبوت کے کسی پر الزام لگانا بہت مشکل ہے' لہٰذا اگر (ملک کے وزیر اعظم کو) ضرورت ہو تو عالمی ادارہ صحت کی طرف سے خط کی نقل اور عالمی ادارہ صحت کی طرف سے پاکستان میں استعمال ہونے والے پولیو ویکسین کے لیبارٹری ٹیسٹوں کی رپورٹ یہ بندہ ناچیز انہیں فراہم کر سکتا ہے' اطلاعاً عرض ہے کہ یہ دونوں دستاویزات وفاقی سیکرٹری برائے صحت' ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ اور ایگزیکٹیو ڈائریکٹر نیشنل ٹیوٹ آف ہیلتھ کے پاس بھی موجود ہیں۔ (۱۲)

ہمارے بچوں کے بہتر اور خوشحال مستقبل کی فکر میں پیش پیش وہ مغربی ممالک ہیں جن کی سرمایہ کاری کی ایک خطیر رقم عراق' فلسطین اور افغانستان میں مسلمان بچوں کے قتل و تباہی پر خرچ ہو رہی ہے' ان ممالک کے بارے میں سروے رپورٹ یہ ہے کہ جنگ میں سب سے زیادہ اموات بچوں کی ہو رہی ہے' اس بارے میں آج تک ایسی مہم نہیں چلائی گئی

ہے کہ جس میں ان تندرست اور بے گناہ بچوں کو تحفظ دیا جاسکے اور ان کے تحفظ کے اقدامات کیے جاسکیں۔ پولیو قطرے پلانے کے حوالے سے بعض حضرات کا استدلال یہ ہے کہ اگر پولیو کے ویکسین مضر صحت ہوتے تو پھر تعلیم یافتہ طبقہ اسے استعمال نہ کرتا۔ ایسے حضرات کی خدمت میں گزارش ہے کہ شراب کی حرمت پر تمام مذاہب متفق ہیں' اسی طرح صحت کے لئے شراب کا مضر اور خطرناک ہونا بھی تحقیقاتی اداروں سے ثابت ہو چکا ہے' لیکن بد قسمتی سے شراب کو استعمال کرنے والے اکثر لوگ تعلیم یافتہ ہیں' جاہل نہیں' اس قسم کے استدلال پیش کرنے والے دراصل حقائق سے ناواقف ہیں' مذکورہ بالا مشاہدات کے باوجود اگر ہم اپنے بچوں کو مذکورہ ویکسین وغیرہ پلاتے ہیں تو پھر ہم اس جرم میں برابر کے شریک ہیں اور ہمارا انجام یہی ہوگا کہ ہم پر عروج کی جگہ تسفل' ترقی کی جگہ تنزل' عظمت کی جگہ ذلت' حکومت کی جگہ غلامی اور باآخر زندگی کی جگہ موت چھا جائے گی۔

نوٹ: ویکسین کے منفی اور مثبت دونوں پہلوؤں پر مزید تحقیق جاری ہے:

مراجع ومصادر

۱-الانفل:۶۰

۲-الاحزاب:۳۳

۳-المائدہ:۵۱

۴-ڈاکٹر حمید اللہ وزیر' اصلی بیماریاں علاج' ہفت روزہ ضرب مؤمن' کراچی ۱۶تا۲۲ ستمبر ۲۰۰۵ء

۵-عبد الرحمٰن' بانجھ قطرے' ہفت روزہ ضرب مؤمن کراچی' ۱۰مارچ ۲۰۰۶ء

۶- idn/net/۲۰۰۲/oct/۲۱. html ۷- (who) عالمی ادارہ صحت کی رپورٹ' جاری کردہ ۲۰جون ۲۰۰۵ء

۸-ڈاکٹر ناصر الدین' کیا ویکسین کورس بہت ضروری ہے؟ ہفت روزہ ضرب مؤمن کراچی' ۱۶مارچ ۲۰۰۷ء

۹- thi times، london، ۱۱may ۱۹۸۷ ۱۰-ڈاکٹر ناصر الدین' حوالہ بالا

۱۱-ماہنامہ رہنمائے صحت' اشرف لیبارٹریز فیصل آباد' جون ۲۰۰۶ء

۱۲-ڈاکٹر حمید اللہ وزیر' حوالہ بالا۔

پاکستان اور انسداد پولیو مہم

مشہور کالم نگار مسعود انور

http://www.masoodanwar.com

رضاکاروں پر قاتلانہ حملوں کے بعد پاکستان میں انسداد پولیو مہم ایک نیا رخ اختیار کرچکی ہے۔ جس طرح ملالہ یوسف زئی پر حملے کی کوئی بھی ذی ہوش شخص حمایت نہیں کرسکتا مگر دوسری جانب کوئی بھی ذی علم اور پاکستان سے محبت رکھنے والا کوئی بھی شخص ملالہ کے ذریعے بین الاقوامی سازش کاروں کے جانب سے کی جانے والی کارروائیوں کی بھی حمایت نہیں کرسکتا۔ بالکل یہی صورتحال انسداد پولیو مہم کے رضاکاروں پر حملوں کی ہے۔ کوئی بھی ایسا شخص جو ذرا بھی انسانیت رکھتا ہے وہ ان بے گناہ رضاکاروں کے قتل پر غمزدہ ہے۔ بے روزگاری کے عفریت سے ڈسے اس معاشرے میں چند سو روپے روز کی یومیہ اجرت پر بھرتی کئے گئے ان
رضاکاروں کو اس سے کوئی سروکار نہیں کہ یہ پولیو کیا چیز ہے اور اس کی ویکسین کے کیا فوائد و نقصانات ہیں۔ یہ تو یہ جانتے ہیں کہ ان کو اپنے سپروائزروں کی ہدایات کے مطابق اپنا کام مکمل کرنا ہے اور مہم کے مکمل ہونے کے بعد ان کو اس کی اجرت مل جائے گی۔ اس اجرت کے ملنے سے قبل ہی انہوں نے اس کے بارے میں خواب بن رکھے ہوتے ہیں۔ کئی قرض خواہوں کو آسرا دیا ہوا ہوتا ہے کہ بس جلد ہی وہ ان کی ادائیگی کردیں گے۔ علاقے کے دکان داروں سے اس کی آس میں وہ قرض پر روز کا سودا سلف لیتے ہیں اور پھر دن بھر گلیوں گلیوں کی مشقت میں مصروف ہوتے ہیں۔

سوال یہ نہیں ہے کہ اس انسداد پولیو مہم کے رضاکاروں کا بے گناہ خون بہایا گیا۔ بلکہ اصل سوال یہ ہے کہ یہ انسداد پولیو مہم ہے کیا چیز جس کے بارے میں پوری دنیا تلی بیٹھی ہے کہ اس کو ہر صورت پاکستان میں جاری رکھنا ہے۔ حکومت پاکستان کی یہی پہلی ترجیح ہے، عالمی ادارہ صحت اور یونیسیف کہتا ہے کہ صرف اسی پروجیکٹ کو دیکھنا ہے، پاکستان کی ساری سیاسی پارٹیاں چاہے وہ اقتدار میں ہوں یا اس سے باہر، ان کی حمایت میں تن من دھن سے سب کچھ کرنے پر تیار ہیں۔ اگر اس مہم کو ختم کرنے کے بارے میں سوچا جائے تو پاکستانیوں کے بیرون ملک سفر کو روکنے کی دھمکی دینے سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا۔ دوسری جانب اس کی مخالفت کرنے والے اتنا آگے بڑھ چکے ہیں کہ معصوم بے گناہ بچیوں کو بلا تکلف قتل کررہے ہیں۔

کیا پولیو پاکستان میں موت کی سب سے بڑی وجہ ہے؟ جی نہیں پورے پاکستان میں پولیو سے متاثرہ بچوں کی تعداد سال بھر میں سو سے بھی آگے نہیں جاتی۔ اور اس سے موت بھی واقع نہیں ہوتی۔ اس سے صرف معذوری ہوتی ہے۔ بہت زیادہ ہوا تو متاثرہ بچہ زندگی بھر بیساکھی کا محتاج ہوجاتا ہے۔ اس کے مقابلے میں دیگر بیماریاں زیادہ تباہ کن ہیں۔ آج ہی کی خبر کے مطابق سندھ میں خسرہ سے مرنے والے بچوں کی یومیہ تعداد بائیس سے بڑھ چکی ہے۔ اس کے علاوہ ڈائریا اور گیسٹرو سے مرنے والوں کی تعداد ہر برس ہزاروں میں ہوتی ہے۔ ملیریا بھی ایک تباہ کن بیماری ہے جس سے سارا سال پورا پاکستان نبرد آزما رہتا ہے۔
پھر پولیو میں ایسا کیا ہے کہ عالمی ادارہ صحت، یونیسیف، گیٹس فاؤنڈیشن اندھادھند اس کی فنڈنگ کررہا ہے۔ گیسٹرو اور میریا کو ختم کرنے کے لئے کسی ویکیسن کی ضرورت نہیں۔ بس مچھر مار اسپرے کروانا ہے، صفائی کا اہتمام کرنا ہے اور پینے کے صاف پانی کی فراہمی کو یقینی بنانا ہے۔ یہ سب ویسے ہی فرد کے انسانی حقوق اور ریاست کے بنیادی فرائض میں شامل ہے مگر نہ اس کی طرف توجہ ہے اور نہ فنڈز اور نہ ہی کوئی آگاہی مہم۔

اور پھر انسداد پولیو مہم کی صرف ایک علاقے میں توجہ اور اس کو مشکوک بناتا ہے۔ انسداد پولیو مہم سے وابستہ ایک این جی او کے ذمہ دار نے مجھے بتایا کہ ہمیں کراچی میں پشتو بولنے والے علاقوں پر توجہ مرکوز کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ پوری دنیا میں ویکیسن کی

افادیت اب تک ثابت نہیں ہے۔ ڈاکٹروں اور محققین کا ایک بڑا حلقہ اس کی افادیت سے انکاری ہے اور اس کو ایک نسلی ہتھیار قرار دیتا ہے۔ پولیو کے انسداد کے لئے جو قطرے پلانے کا طریقہ کار اختیار کیا جاتا ہے اس کی کینیڈا اور امریکا میں ممانعت ہے۔ ان دونوں ممالک میں یہ ویکیسن انجیکشن کے ذریعے دی جاتی ہے اور وہ بھی چھ برس کی عمر کے بعد۔ پھر اس میں ایسا کیا ہے جس کا سارا زور پاکستان اور افغانستان کی سرحدی پٹی پر ہی ہے۔

اس سارے واقعے کا دوسرا رخ اس مہم کے رضاکاروں کا قتل ہے۔ میں شروع سے ہی اس کی نشاندہی کرتا رہا ہوں کہ حکومت میں بیٹھے افراد اور ان کے مخالف دونوں ایک ہی طاقت کے ایجنٹ ہوتے ہیں۔ ایک گروپ حماقتیں کرتا ہے اور دوسرا ان سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ یہی صورتحال یہاں پر بھی ہے۔ پولیو مہم چلوانے والے اور ان رضاکاروں کو مارنے والے ایک ہی قوت کے کارندے ہیں۔ اس وقت تارگٹ پاکستان کو ایک خطرناک ملک ڈکلیئر کرنا ہے۔ اس کے لئے ان معصوم رضاکاروں سے زیادہ کون بہترین ہدف ہو سکتا ہے۔ اب پورا بین الاقوامی میڈیا ان رضاکاروں کی لاشوں پر پاکستان کے خلاف بھونپو لئے کھڑا ہے۔ یہ سوال انتہائی اہم ہے کہ اگر اس مہم کی مخالفت ہی کرنا ہے تو ان افراد یا این جی اوز کو کیوں ٹارگٹ نہیں کیا جاتا جو ان عالمی سازش کاروں کے براہ راست ایجنٹ اور کارندے ہیں، ان کا نشانہ معصوم رضاکار ہی کیوں۔ یہ مت کہیں کہ ان تک پہنچ مشکل ہے۔ جو لوگ مہران نیول بیس، جی ایچ کیو اور پشاور ایرپورٹ پر حملہ کر سکتے ہیں، ان کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ اس کی ہدایت اوپر سے نہیں آئی ہے۔

ہمارا المیہ یہ ہے پاکستان مخالف تو ضرور متحد ہیں مگر پاکستان حامی تتر بتر۔ ڈاکٹروں، پیتھالوجسٹ، مائیکرو بائیولوجسٹ یا فارماسسٹ کا کوئی بھی گروپ اور تنظیم اس پر کام کرنے کے لئے راضی نہیں کہ ان مشکوک دواوں یا ویکیسن پر کام کرکے دیکھے کہ آخر یہ ہے کیا بلا؟ دس بیس سال پہلے جن بچوں کو یہ قطرے پلائے گئے تھے، ان پر اس کے کیا اثرات ہوئے۔ مغرب کی تو یہ رپورٹ ہے کہ ان قطروں سے پولیو کا خطرہ مزید بڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح پیشہ ور افراد کی کوئی بھی تنظیم کوئی بھی کام کرنے پر راضی نہیں۔ اس بات کو ماننے پر کوئی بھی راضی نہیں کہ اگر یہ سب غلط ہے جس پر گہرے شکوک ہیں اور مغرب سے اس کے نقصانات کی بھی اطلاعات ہیں تو ہم اپنے بچوں کو کیوں کر اپنے ہاتھوں قتل کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر ہم خود کام کرکے اس منفی و مثبت پہلو قوم کے سامنے کیوں نہ پیش کریں۔

ہماری تو یہ صورتحال ہے کہ عالمی سازش کاروں کی ڈفلی پر سب ہم رقص ہیں۔ ذرا اسلام آباد میں پولیو مہم کی حمایت میں دسمبر میں ہونے والی ہنگامی کانفرنس کے شرکاء کو تو دیکھئے۔ کون سی اہم سیاسی مذہبی یا سیاسی جماعت ہے جو اس میں شریک نہیں اور جوش و خروش سے انسداد پولیو کا عزم نہیں کر رہی۔ ایم کیو ایم کے قائد تو شروع سے ہی اپنی تنظیم کو اس کی ہدایت کر چکے ہیں۔ اب دیگر تمام جماعتوں اور پارٹیوں نے بھی اس عزم کا اظہار کیا ہے۔ اس سے ان عالمی سازش کاروں کے پاکستان میں اثر و نفوذ کی ڈگری دیکھی جا سکتی ہے۔

کس طرح پاکستانی میڈیا ان بے گناہ رضاکاروں کے خون کو فروخت کر رہا ہے۔ کس طرح بین الاقوامی میڈیا اس کو دکھا رہا ہے۔ یہ سب دیکھئے، سوچئے اور پھر ان عالمی سازش کاروں کی کارکردگی پر سر دھنئے۔ اس دنیا پر ایک عالمگیر شیطانی حکومت کے قیام کی سازشوں سے خود بھی ہشیار رہئے اور اپنے آس پاس والوں کو بھی خبردار رکھئے۔ ہشیار باش۔

انکشاف :۔ڈاکٹر ابو عدنان سہیل

پولیو ڈراپ سے متعلق چونکانے والی مگر چشم کشا تحریر

اقوام متحدہ کے ادارہ" یونیسیف (UNICEF) "کی زیر نگرانی ۱۹۸۵ء سے ہندوستان کے طول و عرض میں مرض پولیو کے امداد کے لیے ٹیکے لگانے اور اس کے ڈراپس پلانے کی مہم نہایت زور و شور اور جوش و خروش کے ساتھ جاری ہے ۔اس طرح اب تک بلا مبالغہ اربوں ڈالر اس مہم پر خرچ کئے جا چکے ہیں۔جب کہ اس سے کہیں زیادہ خطرناک اور جان لیوا بیماریاں جیسے ٹی بی،کینسر،ایڈز وغیرہ کے ذریعہ ہندوستان اور دیگر ممالک میں لاکھوں لوگ ہر سال لقمۂ اجل بن جاتے ہیں ،ان کے خلاف امداد پولیو جیسی زبردست مہم اور ان پر اتنی خطیر رقم کیوں خرچ نہیں کی جاتی ؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جو عوام الناس کے ذہنوں میں پولیو مہم کے سلسلے میں شکوک و شبہات اور اندیشہ ہائے دور دراز پیدا کرنے کا باعث ہے ۔ خصوصاً جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ پولیو ڈراپس پلانے کی یہ زبردست مہم یہودی ممالک"اسرائیل "کے علاوہ پوری دنیا خصوصاً ایشیائی ممالک میں انتہائی زور و شور سے جاری ہے اور ہندوستان و پاکستان ،بنگلہ دیش اور عرب ممالک جیسے کثیر مسلم آبادی والے ملکوں میں اس پر پورا زور صرف کیا جارہا ہے۔ ایسی صورت میں ذہن میں یہ سوال پیدا ہو نا لازمی ہے کہ مال کے حریص یہودی اور عیسائی اس مہم پر اربوں کھربوں ڈالر آخر کیوں خرچ کر رہے ہیں؟ یہ عالم اسلام اور باقی دنیا کے خلاف کوئی خطرناک سازش تو نہیں ہے؟ اس کے علاوہ غور طلب بات یہ بھی ہے کہ دور ماضی میں میریا اور چیچک کے خاتمے کے لیے ٹیکے لگائے گئے تھے ۔کیا ان کے نتیجہ میں یہ بیماریاں اب معدوم ہو چکی ہیں؟ اس کا جواب یقیناً نفی میں ہے۔

عالمی ادارہ صحت (MEDIA) میں شائع ہو چکی ہے۔ پوری دنیا میں صرف600 بچے پولیو کا شکار پائے گئے ہیں جب کہ ٹی بی،ایڈز، میریا، چیچک،اور سرطان یعنی کینسر وغیرہ میں مبتلا افراد کی تعداد ہزاروں اور لاکھوں میں ہے ۔پھر بھی پولیو کو ختم کرنے کے لئے اربوں کھربوں ڈالر بے تکلف خرچ کئے جارہے ہیں جب کہ مذکورہ بالا سنگین امراض کی دوائیں روز بروز مہنگی اور عوام کی دسترس سے باہر ہوتی جا رہی ہیں۔ صورت حال یہ ہے کہ "میڈیا "میں چھپ رہی خبروں کے مطابق پولیو کی متعدد خوراکیں پلوانے کے باوجود بہت سے بچے پولیو کا شکار ہو گئے۔ انگریزی اخبار "TIMES OF INDIA" مورخہ 18-03-2005 کے مطابق صوبہ بہار کے18 اضلاع میں2003 میں پولیو کے اٹھارہ معاملے سامنے آئے تھے۔ اس کے بعد جب وہاں پولیو ڈراپس پلانے کی مہم تیز تر کر دی گئی تو اس کے ایک سال بعد2004 میں پولیو میں مبتلا ہونے والے بچوں کی تعداد کم ہونے کے بجائے بڑھ کر41 ہو گئی !کیا یہ انکشاف پولیو ڈراپس پلانے کی اس زبردست مہم کی قلعی کھول دینے کے لئے کافی نہیں ہے ۔ ؟

جہاں تک پولیو ڈراپس پلانے کی یونیسیف (UNICEF)کی تیار کردہ حکمت عملی اور اس کے نتائج کی بات ہے، تو یہ جان کر حیرت ہوتی ہے کہ جب1985 ء میں عالمی سطح پر پانچ سال کے بچوں کو پولیو ڈراپس پلانے کا آغاز کیا گیا تھا ،تو اس

مہم کا نعرہ تھا" ایک بوند زندگی میں ایک بار "اور اب یہ نعرہ بدل دیا گیا ہے" دو بوند پولیو ڈراپ کی ہر بار "اس طرح اب سال بھر میں تقریباً 40 بار سے بھی زائد یہ خوراک پانچ سال تک کے بچوں کو پلائی جا رہی ہے۔آخر ایسا کیوں ؟ ایک سوال اور ذہن میں پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ اقوام متحدہ (U.N.O.) کا ذیلی ادارہ برائے بہبود اطفال "یونیسیف (UNICEF)"جو ہندوستان کے پولیو کا نگراں اور ذمہ دار ہے اور وہ اس پر اب تک اربوں ڈالر خرچ کر چکا ہےاس ادارہ کی انسانی ہمدردی اور بچوں کی فلاح اور بہبود کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ۱۹۹۱ء کی پہلی خلیجی جنگ کے بعد سے اقوام متحدہ (U.N.O.) نے صدام حسین کے دور اقتدار کے آخر تک عراق میں ضروری اور جان بچانے والے ادویات پہنچنے نہ دینے کی پابندی لگا رکھی تھی، جس کی وجہ سے وہاں اس تمام عرصہ میں پانچ لاکھ سے زائد بچے مختلف بیماریوں میں مبتلا ہونے کے بعد مطلوبہ ادویہ نہ ملنے سے فوت ہو گئے۔"سوڈان "میں دوائیں بنانے کی فیکٹری قائم کی گئی ،تاکہ آئندہ دواؤں سے محروم عراقی بچوں کو موت سے بچایا جا سکے ،تو امریکہ نے اس فیکٹری پر بم برسا کر تباہ و برباد کر دیا۔ اتنے بڑے پیمانے پر بچوں کے قاتلوں کو دنیا کے چند بچوں کے معذور ہونے سے بچانے کی فکر کہاں سے لاحق ہو گئی ؟ اس بات پر سنجیدگی سے غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے!

عالمی ادارہ صحت (W.H.O.)جو خالصتاً ایک" صیہونی ادارہ "ہے اور صیہونیت کی عالمی تنظیم زنجری (ZENGERY)کا ایک اہم ترین شعبہ ہے۔ اس کے طبّی بلیٹن جلد ۴۷ : صفحہ ۲۵۹ (۱۹۷۲ء (کا حوالہ دیتے ہوئے یورپ کے ایک ڈاکٹر الین کیمپ بیل (ALLEN CAMP BELL)رقمطراز ہیں۔

"ٹیکوں (VACCINESS)کے ذریعہ بیماریوں کا مقابلہ کرنے کے نام پر عالمی ادارہ صحت (W.H.O.)ہمارے قدرتی دفاعی نظام (NATURAL IMMUNE SYSTEN) برباد کرنے پر تلا ہوا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ زمین سے انسانوں کے وجود ہی کو ختم کر دینا چاہتاہے"۔

"ڈاکٹر الین کیمپ بیل "جو کہ میڈیسین میں ایم ڈی(M.D.) ، ہیں انہوں نے اس بات کا بھی انکشاف کیا ہے کہ" ایڈز وائرس (H.I.V.)"انسانوں کے لئے لیبارٹری میں ہی بنایا گیا ہے، یعنی وہ (GENITICALLY ENGINEERED) وائرس ہے،قدرتی پیداوار جرثومہ نہیں ہے۔ اس موضوع پر انہوں نے دو کتابیں لکھی ہیں جن میں سے ایک کتاب کا نام (AIDS AND THE DOCTOR OF DEATH) ہے اور دوسری کتاب (QUEER BLOOD) کے نام سے مارکیٹ میں آئی ہے ۔

ڈاکٹر کیمپ بیل نے لکھا ہے کہ ماضی قریب میں ایک مشہور یہودی سائنس داں جس کا نام" جوناس ایڈوارڈ سیلک " (JONAS EDWARD SALK) تھا وہ محض ایک اعلیٰ پائے کا بیکٹریا لوجیسٹ (1914-1995)ہی نہیں تھا ،بلکہ ایک بہت بڑا یہودی روحانی پیشوا(ربی) بھی تھا اور جس کا نام آج بھی یہودی " حاخات)"علماء یہود (اور ربی بڑی عقیدت و احترام سے لیتے ہیں۔ اس نے ۱۹۶۳ء میں امریکہ کے شہر "کیلی فورنیا "کے" لازولہ "علاقے میں " سیلک انسٹی ٹیوٹ فار بایولوجیکل اسٹڈیز " کے نام سے قائم کی تھی، جس کا شمار دنیا کے عظیم الشان بایولوجیکل اداروں میں ہوتا ہے۔ اس

ادارہ کا سالانہ بجٹ ایک کروڑ بیس لاکھ ڈالر (ساڑھے پانچ ارب روپے) ہے۔ اس انسٹی ٹیوٹ میں چار سو سے زیادہ "بایو ٹیکنا لوجیسٹ" جنٹک انجینئر (GENETIC ENGINEERS)اور حیاتی علوم کے سائنس داں شب و روز کام کرتے رہتے ہیں ۔ڈاکٹر کیمپ بیل کے بیان کے مطابق اس یہودی سائنس داں جوناس سیلک نے ہی اس انسٹی ٹیوٹ کے قیام سے چار سال قبل ۱۹۵۵ء میں ہندوستان اور "فلپائن" سے چار ہزار بندر منگوا کر کیلی فورنیا کے "بفٹن" علاقے میں ندی کے کنارے ایک سنسان مگر پر فضا مقام پر واقع اپنی تجربہ گاہ (LABORATORY) میں ان بندروں پر کئی سطحوں (STAGES)پر متعدد مرحلوں پر مشتمل تجربات کئے تھے، اور اس کے بعد ان بندروں کے گردوں (KIDNEY) سے حاصل کردہ خلیات (CELLS) سے پولیو (POLIO)کے مشہور عالم ٹیکے VACCINE تیار کرنا اسی یہودی سائنس داں کا کارنامہ ہے۔ اس کے بعد امریکہ نے "جوناس سیلک" کے بتائے ہوئے پولیو ویکسین کو ہی عالمی امداد پولیو مہموں (WORLD SWEEPING DRIVES)کے لئے لمبے عرصہ تک استعمال کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ موجودہ دور میں پولیو ویکسین بنانے والی سب سے بڑی بین الاقوامی دوا ساز کمپنی "لیڈر لے (LEDERLE)"جو یہودیوں کی ہی ملکیت میں ہے وہ ریسس بندروں (RHESIS MONKEYS)کے گردوں (KIDNEYS) سے ہی یہ ویکسین تیار کر رہی ہے۔اس کمپنی نے ۱۹۶۹ء سے ۱۹۹۹ء تک تیس برسوں میں ساٹھ کروڑ پولیو ڈراپس کی فروخت کا ریکارڈ قائم کیا تھا۔

"پولیو ویکسین" کے سلسلے میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ مغربی ذرائع ابلاغ (MEDIA) نے ،جو اب کے سب یہودیوں کے قبضہ میں اور انہیں کی ملکیت ہیں۔ اس حقیقت پر پردہ ڈالنے کی بھرپور کوشش کی ہے کہ "امریکی تحفظ ادارہ برائے تدارک امراض "یعنی (CDC)نے سات سال قبل یکم جنوری ۲۰۰۰ء سے پولیو کے خاتمے کے لئے پلائی جانے والی اورلی پولیو ویکسین (OPV)پر امریکہ میں مکمل طور پر پابندی عائد کر رکھی ہے،اور اس کی وجہ امریکی تحفظ صحت ادارے (CDC)نے یہ بتائی ہے کہ پولیو ویکسین کی ان بوندوں میں مردہ پولیو وائرس (ATTENUATED VIRUS) کے ساتھ پولیو کچھ زندہ وائرس بھی پائے گئے ہیں(جو کہ قصداً اس میں شامل کئے گئے ہیں) ۔

اس سے دوسرے صحت مند بچوں کو بھی یہ مرض لگ سکتا ہے۔ اس کے بجائے اس ادارہ نے امریکہ میں پولیو ڈراپس (OPV) پلانے کے بجائے پولیو کی انجکشن لگانے کی سفارش کی ہے۔ تاکہ پولیو کے پچھلے خطرات کو کم کیا جاسکے۔ لیکن اس نئے انجکشن کا خرچ اٹھانا عوام الناس میں ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے، کیونکہ ایک انجکشن کی قیمت تقریباً پانچ ہزار روپے ہے۔ظاہر سی بات ہے کہ اتنے مہنگے انجکشن" تیسری دنیا"(یعنی ایشیائی ممالک) کے بچوں کو تو دئے جانے سے قاصر رہے اس لئے عالمی ادارہ صحت (.W.H.O) اور "یونی سیف (UNICEF) "جیسے یہودی بین الاقوامی اداروں کے ذریعہ امریکی گوداموں میں کروڑوں کی تعداد میں بیکار ٹیری" لیڈر لے کمپنی "مسترد شدہ پولیو ڈراپس کی خوراکیں (OPV) پیکنگ اور لیبل بدل کر دوسری کمپنیوں کے نام سے زبردست پروپیگنڈے کے ذریعہ ایشیائی ممالک میں مفت اور زبردستی پلائی جارہی ہیں تاکہ غیر یہودی قوموں خصوصاً مسلمانوں کی آئندہ نسلوں کو اپاہج بنا کر عالمی داؤدی سلطنت کے ذریعہ یہودی خوابوں کو شرمندۂ تعبیر کیا جاسکے !

ڈاکٹر ایلین کیمپ بیل لکھتے ہیں کہ پولیو کی ان بوندوں (OPV) کے پینے سے مستقبل میں نئی نسلوں کے پولیو زدہ ہونے اور ایک خطرناک قسم کے زہریلی جسم کے فالج (PARALITIC POLIO) ہو جانے کا خطرہ بڑھ گیا ہے۔ بہر صورت ہندوستان، پاکستان، سعودی عرب، مصر، یمن، افغانستان، انڈونیسیا، نائجیریا وغیرہ کثیر مسلم آبادی والے ملکوں میں ان پولیو ڈراپس(OPV) کو پلانے کے بعد بھی اچھے خاصے صحت مند بچوں میں اچانک پولیو (POLIO) ہو جانے کے واقعات کے پیچھے یہی حقیقت کار فرما ہے کہ پلائی جانے والی پولیو ڈراپس (OPV) میں موجود" زندہ وائرس "ہی پولیو کے اسباب بن جاتے ہیں۔

ایک امریکی صحافی مائیکل ڈورمن نے اس بات کا انکشاف کیا ہے کہ امریکہ ۱۹۶۲ء سے ۲۰۰۰ء تک ڈاکٹر" جوناس سیلک "کے ذریعہ بنائے گئے پولیو ویکسین تیس سال کے عرصے میں صرف عیسائی بچوں کو ہی پلائے گئے تھے، جبکہ امریکہ کے ڈیڑھ فیصد سے بھی کم یہودیوں نے" مذہبی اسباب "کا بہانہ لے کر اپنے بچوں کو پولیو ڈراپس سے پلانے سے انکار کر دیا تھا۔

پولیو ڈراپس (OPD) کے سلسلے میں سب سے تشویش ناک بات یہ ہے کہ: یورپ میں" میسو تھیلی یوما کینسر" (MESOTHELIOMAS CANCER)کے ماہرین میں سے ڈاکٹر ٹیڈ گرنی (DR.TEDGERNEY) جو ایک خطرناک وائرس SV-40 پر ریسرچ کر رہے ہیں، ان کا دعویٰ ہے کہ یہ وائرس SV-40 انسانوں میں کینسر(CANCER) پھیلنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔اس وائرس کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ اتنا خطرناک ہے کہ اگلی نسل انسانی میں بغیر کوئی ٹیکہ یا انجکشن لگائے پیدائشی طور پر مستقل ہو سکتا ہے۔یہ مہلک اور خطرناک ترین وائرس، پولیو ویکسین (OPD) میں پائے جانے کے شوہد ان ہی تجربات کے بعد ملے ہیں اور ان شہادتوں کے بعد کہ پولیو ویکسین (OPD)میں کینسر کا خطرناک جر ثومہSV-40 موجود ہے۔ کینسر کے ان ماہرین کی رپورٹ پر ہی امریکہ کے محکمہ تحفظ صحت (CDC)نے امریکہ میں پولیو ڈراپس پلانے پر مکمل طور پر پابندی عائد کی تھی، مگر "یہودی ربی "کے دباؤ پر اس حکم امتناعی کی وجہ صرف یہ ظاہر کی گئی اس میں کچھ زندہ پولیو کے جراثیم پائے گئے ہیں۔

بہرنوع اس بات میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ عالمی محکمہ صحت (.W.H.O)اور یونی سیف (UNICEF)جیسے صیہونی ادارے ایشیائی ملکوں، خصوصاً ہند و پاک میں زبردستی اور مسلسل" پولیو ڈراپس" پلا کر ایشیائی قوموں بالخصوص مسلمانوں کے معصوم بچوں کے خون میں SV-40 نامی کینسر کا وائرس اور پولیو کے زندہ جراثیم دانستہ طور پر پہونچا کر ان کی آئندہ نسلوں کو آپاہج اور تباہ و برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

جہاں تک ایڈز (AIDS)کے پھیلنے کے ممکنہ خطرات اور امکانات کی بات ہے تو یہ جان لیوا مرض بھی ان صیہونی درندوں کی اپنے دشمنوں) خصوصاً مسلمانوں (کے خلاف حیاتیاتی اسلحوں کی جنگ (BIOLOGICAL WARFARE) کا ایک مہلک ہتھیار ہے، جس کا جر ثومہ (VIRUSES)اصلیت میں لیبارٹری میں مصنوعی طور پر تیار کیا گیا وائرس (GENETICALLY ENGINEERED VIRUSES) ہے، جس کو HIV کا نام دیا گیا ہے۔ یہ جر ثومہ جس کو پہلے

چیچک کے ٹیکوں (SMALL POX VACCINE) کے ذریعہ، اور اب ہیپاٹائٹس بی (HEPATITIS-B) کے ٹیکوں کے ذریعہ WHO کی مدد سے دنیا میں پھیلایا گیا ہے۔ ۱۱ مئی ۱۹۸۷ء کے "لنڈن ٹائمز" میں چھپی رپورٹ کے مطابق افریقی ممالک میں "ایڈز" کی بیماری پھیلنے کی وجہ ۱۹۷۰ء میں عالمی محکمہ صحت یعنی WHO اور "یونی سیف (UNICEF)" کے ذریعہ لگائے گئے چیچک کے ٹیکوں (SMALL POX VACCINE) کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔ افریقی بندروں کی ایک مخصوص قسم GREEN MONKEY پر "ایڈز" کے جراثیم پھیلانے کی ذمہ داری ڈالنا WHO کا "سفید جھوٹ" اور قطعی پروپیگنڈہ ہے، کیونکہ بقول ڈاکٹر ڈگلس ایم ڈی بندروں کی "جین (GENE)" کی بناوٹ (STRUCTURE) کا تجزیہ (ANALYSIS) بتاتا ہے کہ بندروں کے ذریعہ قدرتی طور پر ایڈز کے وائرس کا انسانوں کے جسم میں داخل ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ۱۹۷۸ء میں امریکہ کے مختلف شہروں میں آخر "ایڈز"

وبا کیسے پھیلی؟ کیا وہاں بھی افریقی بندر "ایڈز" پھیلانے پہونچ گئے تھے۔؟؟ حقیقت یہ ہے اس وقت مختلف امریکی شہروں میں ہم جنسی کی لعنت میں گرفتار مردوں کو دیے گئے ہیپاٹائٹس (HEPATITIS-B VACCINE) کے ٹیکوں کے ذریعہ ہی "ایڈز" وہاں پھیلا تھا۔ اس سلسلے میں قابل غور بات یہ ہے کہ .W.H.O اور UNICEF کی رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ ہیپاٹائٹس بی (HEPATITIS-B) جو اب تک دنیا بھر میں پچاس کروڑ سے زائد لوگوں کو لگایا جا چکا ہے، وہ بھی پولیو ڈراپس (OPD) کی طرح صیہونی مملکت "اسرائیل" میں بھی نہیں لگایا جاتا ہے اور اس پر وہاں مکمل پابندی عائد ہے۔

پولیو ڈراپس (OPD) کے بارے میں یہ بات طے شدہ ہے کہ وہ بندروں کے گردوں کے خلیات (CELLS) سے تیار کیا جاتا ہے، جس میں "STRUCTURE" ڈی این اے (DNA) اور آر این اے (RNA) پوری طرح موجود ہوتا ہے۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم پر بندر و خنزیر جیسے حرام جانوروں کا نہ صرف گوشت کھانا حرام ہے بلکہ ان کے جسم کے کسی بھی جزء کا اکلاً و شرباً استعمال کرنا بھی شرعی طور پر جائز نہیں ہے۔ اس بات کو ہمیں نظر انداز نہ کرنا چاہئے کہ اس کے علاوہ مذکورہ بالا حقائق کے پیش نظر جب ہمارے دیرینہ دشمن یہود، ہماری آئندہ نسلوں کو ناکارہ اور تباہ و برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں تو ہم دانستہ طور پر ان کی اسی مہم میں معاون اور آلہ کار کیوں بنیں؟۔

اگر ہمیں آئندہ نسلوں کا تحفظ اور مستقبل میں مسلمانوں کی بقاء اور ایمان عزیز ہے تو ہمیں ذاتی مفاد اور چند سکوں کے لالچ سے دست بردار ہو کر مسلمانوں کی "نسل کشی" کی اس خطرناک مہم سے دامن کش ہو جانا چاہئے۔ افسوس ناک بات یہ ہے کہ آج ہمارے بہت سے بے روزگار مسلمان نوجوان اور پردہ نشین خواتین ذاتی مفاد اور چند روپیوں کے لالچ میں پولیو (POLIO) کی اس زہریلی مہم کے ورکر بنے ہوئے ہیں اور گھر گھر جاکر یہ میٹھا زہر (SLOW POISON) مسلمانوں کے معصوم بچوں کے حلق میں اتارتے ہوئے جھجک تک محسوس نہیں کرتے۔ اور غضب بالائے غضب یہ ہے کہ اب "علماء کرام" کو بھی اس اسلام دشمن اور انسانیت سوز مہم میں استعمال کیا جا رہا ہے۔ اور بعض علماء اپنی سادہ لوحی اور حقیقت سے لاعلمی کی بنا پر اپنے دشمن یہودیوں کی اس "جنگی مہم" میں ان کے معاون اور آلہ کار بنے ہوئے

ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید میں وہ حق تعالیٰ کا یہ فرمان برابر پڑھتے اور طلباء عزیز کو پڑھاتے رہتے ہیں :

"لتجدن اشد الناس عداوة للذین آمنوا الیهود و الذین اشرکوا ولتجدن أقربهم مودة للذین آمنوا الذین قالوا انا نصاریٰ ذالك بان منهم قسیسین و رهباناً و انهم لایستکبرون"۔) المائدہ: ۸۲ ترجمہ: لوگوں میں مومنوں کا سب سے سخت دشمن تم قوم یہود کو پاؤگے اور ان لوگوں کو جو شرک کرتے ہیں اور مسلمانوں کے لئے نرم گوشہ ان لوگوں کے دلوں میں ہے جو اپنے آپ کو نصاریٰ کہلاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں درویش اور عبادت گذار لوگ پائے جاتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔"

کیا ہمارے علماء کرام اور درد مندان ملت اس سلسلے میں اپنی خصوصی توجہ مبذول فرما کر کوئی عملی قدم اٹھانے کی زحمت گوارہ فرمائیں گے؟۔

Posted by مدیر ترجمان السنۃ at 9:30 AM

جمعرات 20 دسمبر 2012ء
روزنامہ امت کراچی

امریکہ کینیڈا میں مضر نتائج پر قطرے پلانے کا سلسلہ بند

پولیو ویکسین انجکشن کے ذریعے لگائی جاتی ہے۔ 6 ہفتے سے کم عمر بچوں کو ویکسین نہیں دی جاسکتی

اسلام آباد (رپورٹ: وجیہہ احمد صدیقی) امریکہ اور کینیڈا میں بچوں کو پولیو ویکسین منہ کے ذریعے دینا بند کر دی گئی ہے، بلکہ اس کی جگہ انجکشن کے ذریعے دی جاتی ہے۔ مائیو کلینک امریکہ کی ویب سائٹس کے مطابق امریکہ اور کینیڈا میں دی جانے والی ویکسین وی آئی پی وی کہلاتی ہے، جب کہ منہ سے دی جانے والی ویکسین او پی وی کہلاتی ہے۔ مائیو کلینک نے بتایا کہ 6 ہفتے سے کم عمر بچوں کو پولیو ویکسین کسی بھی شکل میں نہیں دی جاسکتی، کیوں کہ یہ بچے اپنی ماں سے ضد حیوی (اینٹی باڈیز) اپنے جسم میں رکھتے ہیں اور پولیو وائرس کے خلاف سخت مدافعت موجود ہوتی ہے۔ اس لیے 6 ہفتوں سے قبل پولیو ویکسین غیر موثر رہتی ہے۔ ایک اور ادارے ہیرنگ فنڈ کا کہنا ہے کہ آئی پی وی مغربی ممالک میں استعمال کی جاتی ہے اور تقریباً ایک دہائی سے استعمال ہو رہی ہے۔ یہ او پی وی کے مقابلے میں 99 فیصد موثر ہے۔ امریکہ میں انجکشن کے ذریعے پولیو ویکسین دینے کا فیصلہ اس لیے کیا گیا کہ ہر سال 8 سے 10 مریض پولیو کے سامنے آرہے تھے اور اس کا سبب پولیو وائرس نہیں، بلکہ خود پولیو ویکسین تھی۔ منہ سے دی جانے والی ویکسین کی وجہ سے امریکہ میں ہر سال 12,10 بچے پولیو کا شکار ہو رہے تھے۔ انجکشن والی ویکسین کے استعمال سے یہ خطرہ کم ہو گیا اور خطرناک پولیو وائرس پر آئی پی وی اثر کرتی ہے، جب کہ او پی وی خطرناک پولیو وائرس کے خلاف مدافعت نہیں کر پاتی، لہٰذا امریکہ میں 2000 آئی پی وی استعمال ہو رہی ہے۔ ان ممالک میں پولیو کا خطرہ بدستور موجود ہے، جہاں پولیو کے قطرے پلائے جاتے ہیں۔ پولیو کے قطرے پیدائش کے 15 دن کے اندر مزید تین قطرے 4 ہفتوں کے وقفے کے بعد، 6 سے 8 ہفتے کی عمر میں دیئے جاتے ہیں، پھر او پی وی کو بوسٹر ڈوز 15 سے 18 ماہ کی عمر میں اور دوسرا بوسٹر ڈوز 4 سے 6 سال کی عمر میں دیا جاتا ہے، لیکن انجکشن کے ذریعے پہلا ڈوز دو سال تین ماہ کی عمر میں دیا جاتا ہے اور پھر ایک ماہ کے فرق سے دوسرا بوسٹر انجکشن لگایا جاتا ہے اور تیسرا اور آخری انجکشن 6 ماہ کے وقفے سے دیا جاتا ہے، لیکن عالمی ادارے غریب ممالک کو خیرات میں او پی وی تقسیم کر رہے ہیں جو قطعی طور پر موثر نہیں ہے، بلکہ اور بھی بہت سی پیچیدگیاں پیدا کر رہی ہے اور امریکہ میں یہ مشاہدہ ہوا کہ او وی پی کے نتیجے میں پولیو کے کیسز سامنے آرہے ہیں۔ بھارت میں سینٹ اسٹیفن ہاسپٹل کے ڈاکٹر جیکب اور ڈاکٹر نیندوشت نے 10 سال پولیو سرویلنس پروجیکٹ پر کام کرنے کے بعد بتایا کہ او پی وی کی وجہ سے 1200 فیصد پولیو کے کیسز سامنے آئے ہیں۔ 2011 میں 47500 کیسز سامنے آئے ہیں، جو صرف پولیو ویکسین کی وجہ سے تھے۔ اس کا ذکر ڈیکیٹل جرنل سپر ایلیٹ فری مین نے کیا ہے۔

☆☆☆☆☆